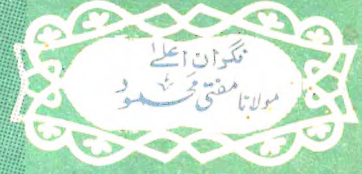


ترجمان
ہفت روزہ
پنجاب



اسلام
لاہور

۲۱
۳۶

مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دوا امراض و طب

پی این اے بلوچستان سیکرٹری نشرو اشاعت ایک ملاقات

غالب کے بیوی کے حکام، دارالعلوم اور مسائل
طلباء کی سنگرمیاں اور شجر شمع سے عبیدین

نئے کا بیس

حسنِ تدبیر سے ہر دکھ کا سد او کر دو
اپنے اعمال سے اس ملتِ مایوس میں پھر
تم میں اخلاص اگر ہے تو اس اخلاص کے ساتھ
رنگ اور نسل کا جھگڑا کہاں اسلام میں ہے
کوئی پھیلائے سکے قوم میں اب بغض و عناد
کچھ بھی الحاد کو سوچھے نہ بجز راہِ فسار
غیرِ دین ہے تو جڑ کاٹ دو فحاشی کی
کچھ تو آسان کرو جینے کی راہیں صم پر
غندہ گردی کا جو عالم ہے وہ تم جانتے ہو
ایک مدت سے اندھیروں میں بھٹکتی ہے یہ قوم

تم بھی یہ کام اگر کر نہ سکو پھر یا رو

زہر گیلانی کو دے کر اسے چلتا کر دو



صوبائی وزارتیں

پاکستان قومی اتحاد کی حکومت میں شمولیت اور موجودہ وفاقی کابینہ کی تشکیل کے بعد عوام صوبائی حکومتوں کے جلد قیام کا بے تابی سے انتظار کر رہے ہیں۔

توقع کی جا رہی ہے کہ پاکستان قومی اتحاد کے صدر اور چیف مارشل لاڈیئر سیریل جیسنل محمد ضیاء الحق میں آئندہ دس روز کے اندر اندر اس سلسلے میں مذاکرات ہوں گے۔ مذاکرات سے قبل اس ستمبر کو قومی اتحاد کی جنرل کونسل کا اجلاس ہوگا جس میں دیگر امور کے علاوہ صوبائی وزارتوں کے تشکیل کے سلسلے میں قومی اتحاد کی طرف سے اختیار کیے جانے والے مؤقف سے جنرل ضیاء الحق کو آگاہ کیا جائے گا۔

اور اس طرح سے دونوں رہنما مولانا مفتی محمود اور جنرل ضیاء الحق صوبائی وزارتیں قائم کرنے کے سلسلے میں کسی متفقہ فارمولے پر رضامند ہو جائیں گے۔

مگر اس کے ساتھ ہی جنرل صاحب کا وہ بیان جو قومی اخبارات میں صوبائی وزارتوں کے بارے میں پھیلا ہے اور جس میں انہوں نے کہا ہے کہ صوبائی وزارتوں کی ابھی کوئی جلدی نہیں ہے، وفاقی کابینہ کے تجربہ کے بعد اس سمت میں کوئی قدم اٹھایا جائے گا، عوام کے لیے خاصا پریشان کن بنا ہوا ہے۔ کیونکہ نظر بظاہر صوبائی وزارتیں ہی ایسی وزارتیں ہوتی ہیں جن کا تعلق براہ راست صوبائیوں کے عوام سے ہوتا ہے اور وہی عوام کے مسائل کو بلا تاخیر حل کر سکتی ہیں، عوام اپنے گونا گوں مسائل کا حل چاہتے ہیں جو ایک عرصہ سے اچھے چلے آ رہے ہیں۔ صوبائی وزارتوں کے قیام کے بعد ہی عوام اپنی ضرورتیں صوبائی وزراء کے سامنے رکھ سکتے ہیں۔

پاکستان قومی اتحاد کے صدر مولانا مفتی محمود نے درست فرمایا ہے کہ اگر صوبائی حکومتوں کی تشکیل میں تاخیر ہوئی تو مرکزی وزراء کے لیے دشواریاں اور پیچیدگیاں پیدا ہو جائیں گی۔

ہم مفتی صاحب کی تائید میں عرض کرتے ہیں کہ دشواریوں اور پیچیدگیوں کا آغاز ہو چکا ہے، ہر ضرورت مند اور پریشان حال مرکزی وزراء کے تعاقب میں نظر آ رہا ہے جبکہ مرکزی وزراء کی مصروفیات فی الحال اس امر کی تحمل نہیں کہ ہر ضرورت مند کی وہ تسلی و تسخنی کر سکیں۔

پاکستان قومی اتحاد پنجاب کی جنرل کونسل نے بھی ایک قرارداد کے ذریعہ صوبائی حکومتوں کی جلد تشکیل کا مطالبہ کیا ہے اور یہی عوام کے دل کی آواز ہے اور اسی کو ملک و قوم کے لیے سودمند قرار دیا جاسکتا ہے کہ صوبائی وزارتوں کا جلد از جلد قیام عمل میں آئے تاکہ تحریری عنصر کو کسی قسم کی افراتفری اور بدامنی پھیلنے کا موقع نہ آئے۔

ہم امید کرتے ہیں کہ جنرل صاحب اس سلسلے میں فوراً مثبت قدم اٹھا کر اس باز گراں سے سبکدوش ہوں گے۔ اور حکومت کو بلجی کے ساتھ تعمیری مقاصد کے لیے کام کرنے کا موقع فراہم کرنے کا اعزاز حاصل کریں گے جس کا موجودہ دور میں اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ موت، ملک و قوم کو جس یک جہتی یگانگت اور خود اعتمادی کی ضرورت ہے اس سے پہلے کبھی نہ تھی۔



جلد نمبر ۲۱ شمارہ نمبر ۳۷

جہانگیر آباد ۱۵ ستمبر ۱۹۷۱ء ۱۳ شوال ۱۴۰۹ھ

سرپرست
مولانا عبد اللہ الزور

مدیر
اکرام لکھنوی

مدیر معاون
عمیر الہاشمی

کتابت مشترکہ

سالانہ

۲۵ روپے

شما ہی

۲۳ روپے

سہ ماہی — ۵۰/۱۱ روپے

فی پرچہ

ایک روپیہ

بیکے از مطبوعات

محکمہ عامہ اسلام پاکستان

جامعہ تعلیم اسلام فیصل آباد

میں ایک عظیم تعلیمی تجربہ

پرائمری پاس طالبانہ ۸ برس میں

(۱) دینی علوم کے تکمیلے (۲) قرآن مجید کے ۲۵ پارے حفظ (۳) عربی زبان میں اہل زبان کی طرح مہارت (۴) ۹ ویں برس میٹرک اور گیارہویں میں ایف کے امتحان

مدنیہ یونیورسٹی اور جامعہ ازہر میں داخلہ کا امکان

گزشتہ سال

۱۳۹۹ھ (۱۹۷۹ء) میں مندرجہ ذیلے اضافے ہوئے :-

پرائمری پاس پانچ بجے کیلئے
قرآن مجید کے ۲۵ پاروں کا حفظ
کے مسطورہ

کلیۃ الدعوة و اصول الدین کے کنگری تعلیم
نویس برس میں امتحان اور
کلیۃ الدین میں ایف کے امتحان

دینی مدارس کے طلباء

موقوف علیہ یا نوکری کے صاحب کی قسم کے بعد کلیۃ الدعوة
واصول الدین میں داخل ہوسکتے ہیں

اور ایک صد روپیہ ماہوار
وکیلہ کے حق ہونے پانچویں برس میں

اگر طلباء مل پاس ہوں گے تو میٹرک کا امتحان

اور اگر میٹرک ہوں گے تو ایف کے امتحان
دراپا مانیکا (پشاور و ضلع اہل حق)

عربی مدارس فارغ شدہ صرف کیلئے

تسمۃ الدعوة والاشراد میں داخلہ شروع ہوچکا ہے
درست میں معقول اسناد ۲۰ شوال ۱۳۹۹ھ میں انور کے بعد داخلہ

تخصیص

دوسالہ نصاب
قیام طعمہ کے علاوہ روپیہ ۱۰ لاکھ

اللہ العزیز کا عظیم الشان احسان

جامعہ تعلیم اسلام کا یہ دیکار و فائز نام تو ان کے بیان کا کوئی
طالب علم شعبہ الغفرۃ دعویٰ زبان سے کہنے کے بغیر

میں داخلہ نہیں ہوا — اہل حق
مدنیہ یونیورسٹی میں ۲۰ بجے طلباء کا داخلہ شروع ہوا (دراپا مانیکا)

علاوہ بریس — کلیۃ الدعوة و اصول الدین اور التخصص فی الدعوة والاشراد
(جامعہ تعلیم اسلام میں جامعہ ازہر اور مدنیہ یونیورسٹی کے نمائندوں کی تکیہ کا اہتمام)

امسال

گذشتہ برس کی طرح مدنیہ یونیورسٹی کے دو اور جامعہ ازہر
کے ۳۰ اساتذہ موجود ہیں، اسی سال مزید اساتذہ
منتوقع ہیں انشاء اللہ العزیز

بالتفصیل

کلیۃ الدین — اصول الدین کے سہ سال میں — اور
عربی مدارس فارغ شدہ کیلئے التخصص فی الدعوة والاشراد



دعوة

دعوة

دعوة

دعوة

دعوة

دعوة

دعوة

دعوة

دعوة

دعوة

دعوة

دعوة

تخصص

تخصص

تخصص

تخصص

تخصص

تخصص

تخصص

تخصص

تخصص

تخصص

تخصص

تخصص

تخصص

تخصص

مدنیہ یونیورسٹی میں

مدنیہ یونیورسٹی میں

مدنیہ یونیورسٹی میں

مدنیہ یونیورسٹی میں

مدنیہ یونیورسٹی میں

مدنیہ یونیورسٹی میں

مدنیہ یونیورسٹی میں

مدنیہ یونیورسٹی میں

مدنیہ یونیورسٹی میں

مدنیہ یونیورسٹی میں

مدنیہ یونیورسٹی میں

مدنیہ یونیورسٹی میں

مدنیہ یونیورسٹی میں

عبد الرحیم اشرف • ادارہ تعلیمات اسلامیہ • پوسٹ بکس فیصل آباد

(کسٹمر سروس)

مولانا مفتی محمد

سے ایک اہم انٹرویو

کے اہل و عیال اس ٹیٹو سے وزیر اعلیٰ ہاؤس سے
خصیت ہوئے کہ ایک کارکن کی جگہ پر کامیاب
سہاگینہ منہ بکاڑا ٹکڑا انگریزی ہونے والے مسطور
کے مقابلے میں سرحد کے اس منٹا دجے سرحد کے
عوام "منٹا" کہہ کر زندہ باد کا نعرہ لگاتے ہیں انے
کیسی مثال قائم کر دکھائی تھی، اور کیسی حکومت چلا
دکھائی تھی۔ یہی شخص بلوچستان میں میگیل وزارت
کی برطرفی پر وزارت سے مستعفی ہو گیا اور کسی کو
خدا ماننے والوں کے عہد میں، کسی کا کثرت باش پاش
کر دیا، اسی شخص نے قومی اتحاد کی لاڈ والی تحریک
کی رہنمائی کی اور اسلامی نظام کا مطالبہ اسی کے زیر
قیادت اس طرح بلند ہوا کہ گزشتہ گزشتہ گزشتہ گزشتہ
۵۹ سالہ کھیتے ہوئے رنگ کا بھاری بھرکم شخص آج
بھی اتحاد کی آواز دے رہا ہے، اتحاد کا پرچم بلند
کچے ہے، میں اسی شخص کی آنکھ سے حالات اور
واقعات کی رفتار دیکھنے لگا تھا۔ گزشتہ شریع
ہوئی اور طویل ہوتی گئی۔ بارہ برس کے بعد اگلے
اس کے بعد بیٹھوں پر بھی میں نے رابطہ قائم رکھا۔
لاہور آئے تو لاہور میڈیسن کمیٹی کے سربراہی رہا، اتحاد
غلام دستگیر کے مکان پر پھر ایک نشست ہوئی۔
اور میں یہ انٹرویو مکمل ہوا۔

میں مفتی صاحب، پاکستان قومی اتحاد نے مارشل لا کے
تحت حکومت بنانے کا فیصلہ کیا، آپ کے دوست الزام
لگاتے ہیں کہ گزشتہ سے محنت کا نتیجہ ہے، آپ نے عوام کے
مفاد سے غداری کی ہے اور اب قومی اتحاد قومی اتحاد نہیں رہا
پارٹی بن گیا ہے، کیا اس الزام میں کوئی صداقت موجود ہے؟
ج: میں نے یہ بات ہمیشہ کی ہے کہ جمہوریت کا دعویٰ لیکن
والی کوئی جماعت مارشل لا کے تحت کسی حکومت میں شامل نہیں ہو سکتی
اور آج بھی یہی کہتا ہوں، یہ طے شدہ منہ ہے اور ایک ایسا اصول
جس کی محنت سے انکار نہیں کیا جاسکتا، البتہ بعض اوقات ایسی
پریشانی ہوجاتی ہے کہ معاملات کو خالصتاً فی نظریات کے حوالے
سے نہیں عملی تقاضوں کی روشنی میں دیکھنا پڑتا ہے۔ اسے ایک چھوٹی
مثال سے سمجھیں کسی کے گھر میں اجازت کے بغیر داخل ہونا
لڑائی خلاق اور معاشرتی اقدار کے کبر خلاف ہے لیکن اگر کسی مکان
میں آگ لگ جائے تو آپ پانی کی بالٹی اٹھیں لے کر باہر کھڑے
صاحب خانہ سے اجازت مانگتے ہیں گے، یا آگ بجھانے کے لیے
بجھانے کے لیے سرگرم ہوں گے، اگر آپ آگ میں گھرے ہوئے
اہل خاندان کو اجازت کے لیے نکال دیتے ہیں تو آپ کی آواز میں ان
ٹک نہ دینے کی اور وہ جل کر پھوٹ بھی جاسکتے ہیں۔ کیا کوئی
صحیح منسل ایسے عالم میں پانی لے کر بغیر اجازت مکان میں داخل
کرنے والے برص توڑ سکتا ہے، اُسے براخلاق قرار دے سکتا ہے
اُسے اصول شکنی کا مرتکب قرار دے سکتا ہے، اُس شخص کی تعریف
ہرگز اُسے شایاں نہیں کی جاوے گی اور اس کی کاوش قابلِ مذمت نہ رہے

سے شکست نہ ماننے والا بیماری سے
شکست کیسے مان سکتا ہے؟ ان کی توانا
قوت ارادی شکست سے واقف ہی
نہیں وہ تو بس شکست دینا ہی جانتی ہے
مفتی صاحب کھڑے پہننے، دو ٹوک
بولتے، سادہ کھاتے، انکساری برتتے،
پہلو دار تجربے کرتے، کارکنوں سے گھٹیل
جاتے، ہر لحظہ ہنستے مسکراتے اور سیاست
کے منہ زور گھوڑے پر بڑی مہارت سے
سواری فرماتے ہیں۔ واقعات کی کوئی
تفصیل ان کی نظر سے اوجھل نہیں ہو پاتی
ان کے دلچسپی میں مہانت، بات میں صداقت

اور تجربے میں ذہانت کھل کھل جاتی ہے
باقاعدہ سوال جواب سے پہلے کچھ گپ شپ
بھی رہتی۔ "آف دی ریکارڈ" کا سلسلہ بھی جاری ہے
کان مفتی صاحب کا دل پر ہے اور انھوں نے
سامنے اس شخص کے گزشتہ روز وہ اپنے
تھے۔ یہ وہ شخص ہے جس کے نگہ و نظر سوچ
کے انداز سے اختلاف ہو سکتا ہے، لیکن اس سے
اختلاف نہیں کہ اس نے سرحد کی وزارت اعلیٰ اس
شان سے سنبھالی کہ اسلامی اقدار کو مرہون نہ کیا۔ وہاں
اردو سرکاری زبان قرار پائی، شراب مکمل طور پر بند
ہوئی، احترام رمضان کا قانون نافذ ہوا، اور سرکاری
افسروں پر پابندی لگی کہ وہ دفتر کے اوقات میں قومی
باس شلوار قمیض ہی استعمال کر سکتے ہیں۔
یہ وزیر اعلیٰ وزارت کے دوران بھی چلا
لاہور جھوٹا ہندو، اور مجیب اسٹینڈرڈ

مولانا مفتی محمد، لاہور لپٹڈی میں ہوں تو ان کا قیام
جامعہ اسلامیہ کشمیر روڈ میں رہتا ہے۔ بالائی منزل کے
ایک حجرے میں۔ ۲۷ اگست کو ان سے ٹیلیفون پر بات
ہوئی اور ملاقات کے لیے ۹ بجے رات کا وقت مقرر
ہوا، جامعہ اسلامیہ پہنچا، تو مفتی صاحب منشا کی نماز ادا
کر رہے تھے۔ میں برادران مولانا عزیز عثمان اور سعید سہر
کے ہمراہ انتظار کی لذت میں ڈوبنے کا ارادہ کر رہا تھا
کہ جناب صبح صادق کو سو تشریف لے آئے۔ ان سے
باتیں ہوتی رہیں۔ کھوسو صاحب کا ذہن توانا، لہجہ و لہانہ
اور تیز بجا ہوا تھے۔ وہ ۲۱۹۵۶ سے جمیعت العلمائے
اسلام میں شامل ہیں اور کل انہیں وزیر کی حیثیت سے
حلف اٹھانا تھا۔ چند لمحوں بعد مفتی صاحب انٹرویو
کے لیے تیار تھے۔ حجرے میں پہنچے تو وہ ایک چٹائی پر
عقیدت مندوں کے ہجوم میں گھرے بیٹھے تھے۔
سینیٹر محمد زمان ایچوڑی بھی تشریف فرما تھے۔ یہی چٹائی
جناب مفتی صاحب کا "ڈرائنگ روم" تھی۔ چھوٹے
سے کمرے کے ایک کونے میں چارپائی پڑی تھی، یہ
ان کا "بیڈ روم" تھا۔

مفتی صاحب پر دنیا بھیس کا حملہ شدید ہے
لیکن وہ اسے ذہن کرتے آرہے ہیں۔ داییں پاؤں
کے انگوٹھے پر زخم ہوا، انگوٹھے کا ناخن کٹا، ابھی تک
ٹانگ پر بھی سوجن ہے، لیکن مفتی صاحب کی سرگرمی
کو ان کا زخم روک نہیں سکا۔ وہ قوم کے زخموں کا مرہم
ڈھونے میں عہد تن مشغول ہیں اور اپنا زخم باہر نہیں
رکھتے۔ مارا زخم ۷۷ کے انتخابات کی مہم کے
دوران بھی ڈاکٹروں نے انہیں مشورہ دیا تھا کہ زیادہ
آرام اور کم کام۔ ان کی صحت کے بارے میں شدید
خدشے بھی ظاہر کئے گئے تھے، لیکن مفتی صاحب کام
کے آدمی ہیں، آرام سے کیا کام؟
وہ ملک بھر میں اس طرح گھومتے پھرتے
جیسے بالکل صحت مند ہوں، جیسے بیماری
ان کے قریب تک نہ ہو اور واقعی بیماری
کو انھوں نے قریب نہیں آنے دیا۔ کسی

نہ اس نے آگ بجائی اور آگ میں گھرے ہوئے کی جان بچائی۔ پاکستان کو بھی آج ایسی ہی حالات کا سامنا ہے مسائل کی آگ جھک رہی ہے، مارشل لا اور عوام کے دیمان کو فی رابطہ استوار نہیں ہو سکا، بیوروکریسی کے وہل پڑنے پر جو بیوروکریسی کے عدلیہ قانون اور اخلاق کی جھیلیں کھینچتے رہے، جوں کے توں ہیں اور حالات کو اور بھی ناک دکھاتے ہیں۔ ایسے عالم میں اہل سیاست پر لازم ہو گیا کہ وہ آگے بڑھ مارشل لا کا ہاتھ بٹائیں اور انتظامی قیام دہائیوں میں اس طرح شریک ہوں کہ عوام کے مسائل کم ہوں، حادثات کی رفتار سستے، اسلامی اقدار کو فروغ ہو اور منتخب حکومت کے قیام کی راہ ہموار ہو جائے۔

پاکستان قومی اتحاد نے حکومت کی ذمہ داری سنبھال کر بڑی قربانی دی ہے، حالات کو سنوارنے کا بیج قبل کیا ہے، اسلامی نظام کے قیام کا راستہ کھولا ہے اور انتخابات کو درمیان خطرات کو دور کرنے کی کوشش کی ہے۔ اتحاد بھی ذمہ داری سے فرائض راہ اختیار کر کے شہر و تنزیہات دیتے اور الیزین کے منصب پر خود کو فائز کرنے کا کام بٹائی کر سکتا تھا، لیکن ہم نے یہ راستہ اختیار نہیں کیا۔ ہمارا ماضی گواہ ہے کہ جب الیزین میں بیٹھا، بیٹھو آمریت کے خلاف صدمے احتجاج بند کرنا جان جو کھوں میں ڈالنا تھا، تب ہم نے الیزین کا فرض ادا کیا۔ ہم کمرسوں کے بھوکے ہوئے تو مرشمنو کی پیشکش سے فائدہ اٹھا کر یروشوق پورا کر لیتے۔ آپ کو یاد ہو گا خدوین نے سرحد کی وزارت اعلیٰ سے اس وقت استعفی دے دیا تھا جب بلوچستان میں شعل حکومت کو غیر قانونی طور پر بطون کر دیا۔ اگر اقتدار بیاہرتا، تو اس کبھی استعفی نہ دیتا، اور اگر اس استعفی نہ دیتا تو کوئی مجھے کرنے اقتدار سے باہر نہ نکال سکتا۔ لیکن میں نے اپنے بلوچ بھائیوں کے حقوق کے لیے آواز اٹھائی، ان پر ظلم اور زیادتی کو اپنے آپ پر ظلم اور زیادتی سمجھا اور وزارت اعلیٰ کو اپنے گھر سے نکال باہر کیا۔

ہم تو مشکلات اور صائب کے راستے پر چلنے کے عادی ہیں، جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا، میں اور میرے رفقاء نے اس وقت الیزین کا پرچم بلند رکھا جب اس سے شکل کام کوئی نہ تھا اور اب اس وقت ہم نے اتحاد کے نمائندوں کو اقتدار میں شریک کیا ہے جب حکومت کرنے سے شکل کام کوئی اور نہیں ہے۔ آج الیزین کرنے سے آسان کام اور کیا ہے کہ تقریریں اخبارات میں چھپ رہی ہیں، آمد و رفت کی آسانی ہیں اندرون ملک تو کیا بیرون ملک بھی دوڑے کرنے کی آزادی ہے اور جھوٹ بولنے، پھیلاتے اور شائع کرنے سے روکنے والا بھی کوئی نہیں۔ بلکہ دینا کہ ہم دہراری پارٹی ہیں، اس سے بڑا جھوٹ کوئی نہیں ہو سکتا، ہم نے تو اقتدار کو اسلام اور جمہوریت کے رنگ میں رنگنے کا عند کیا ہے اور اسی کے لیے آگے بڑھے ہیں۔ اگر اس مقصد میں کامیابی نظر نہ آئی، تو ہمارے نمائندے وزارتوں پر لٹ مار کر واپس آ جائیں گے۔

یاد رکھیے، ہر مقصد اور اختیار حکومت میں شامل ہونا عوام سے گذاری نہیں بلکہ اتحاد کو انتشار میں دینا عوام سے گذاری ہے۔ لیکن ہم گالی کی سیاست کو فروغ دینے کے قابل نہیں، ہمارے دشمن جلتے ہیں اور دوست بھی کہ ہم خود کی اور دشمن سے اختلاف رائے کے اظہار کے عادی ہیں اور اختلاف کو برداشت بھی کرتے ہیں۔ ہم متعینہ کاغذ پر مقدم کریں گے، ہم ٹھکر گزار ہوں گے اگر کوئی ہمارا

غلطی ہم پر واضح کرے، ہمیں ٹھکے۔ لیکن ہم کسی کے حریف دشمن نہیں ہیں، ہماری جمہوری ہے کہ ہم گالی نہیں دے سکتے۔ گالی دینا ہماری سیاست میں حرام ہے۔

س: جناب، کیا تاریخ سے ایسی کوئی مثال مل سکے گی کہ جب جمہوری قوتوں نے کسی غیر نمائندہ حکومت کے قیام پر اتفاق کیا ہو اور اس میں شرکت اختیار کی ہو؟

ج: بالکل دور جاننے کی ضرورت نہیں۔ اس پر معینہ پاک بند ہی میں ایسا ہو چکا ہے آزادی سے پہلے جب انگریزوں نے دیکھ لیا کہ وہ اب مکران نہیں رہ سکتا، تو ان خیال اقتدار کی تفصیلات طے کرنے اور انہیں عملی جامہ پہنانے کے لیے غیر نمائندہ حکومت کی تشکیل ہوئی۔ اس میں کانگریس بھی شامل تھی اور مسلم لیگ بھی۔ قائد اعظم کے پیرو بھی اس حکومت کا حصہ بنے اور گاندھی کے نمائندے بھی اس حکومت کا سربراہ انگریزوں والے تھے۔ آزادی کے لیے جان قربانے والے اگر عملی حکمت کی وجہ سے انگریزوں کے زیر نگرانی کابینہ میں شامل ہو سکتے ہیں تو آج جمہوریت کے سپاہی جیت مارشل لا ایڈمنسٹریٹر کی تشکیل کردہ وزارت میں کیوں شریک نہیں ہو سکتے، جبکہ جیت مارشل لا ایڈمنسٹریٹر کسی سہراج کے نمائندے نہیں بلکہ ہماری قومی فوج کے سربراہ ہیں۔ آخر پاکستانی فوج سے ہر مقصد تعاون کرنا اور اس لیے تعاون کرنا کہ انھیں اور جمہوری عمل کا آغاز ہو جمہوریت کی نفی کیسے ہو گیا؟

س: جناب حکومت میں شرکت کے سوال پر تو میں اتحادی پیدا ہونے اور آپ کی ایک اہم صلیف جماعت این ڈی پی نے متعدد رد عمل ظاہر کر کے اتحاد سے علیحدگی کی راہ اختیار کر لی۔ کیا مناسب نہ ہوگا کہ آپ اتحاد کی ایک جیٹی کو قدم رکھتے اور حکومت میں شریک ہو کر ایک اہم صلیف کو حریف بنانے کے بجائے حکومت سے تعاون کی کوئی شفقہ راہ ڈھونڈ لے کر قبولیت دیتے۔

ج: یہ سوال ایک بڑے منطقی پیداوار ہے۔ آپ سمجھ بیٹے

ہیں کہ این ڈی پی نے حکومت میں شرکت کے سوال پر اتحاد سے علیحدگی اختیار کی ہے، حالانکہ یہ واقعات کے خلاف ایک موضوع ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ ۲۵ مئی کو قومی اتحاد کی جنرل کونسل کی منظوری سے میں نے بحیثیت صدر قومی اتحاد جنرل فیصلہ اٹھایا کہ ایک خط لکھا تھا جس میں مارشل لا نظام کی طرف سے حکومت میں شرکت کی دعوت قبل کر کے کوئے اس بات پر زور دیا گیا تھا کہ جو حکومت با اختیار اور ہر مقصد کوئی چاہیے، اس میں اگر اور ایسی عناصر شامل ہوں، اگر یا شرکت کے اصول پر تو اتفاق تھا، لیکن تفصیلات کے بارے میں گفتگو مطلوب تھی، اس خط میں این ڈی پی نے ہمارے ساتھ قومی جنرل کونسل کے اجلاس میں این ڈی پی کے نمائندوں نے بھی شرکت کی تھی اور اتفاق رائے سے طے کیا گیا تھا کہ اتحاد ہر مقصد، با اختیار اور ایسی عناصر پر مشتمل کابینہ میں شرکت پر رضامند ہے۔ اس خط کی بنیاد پر مذاکرات ہوئے یہ مذاکرات ٹوٹ ٹوٹ کر چلے، اور جو جو کر رہے تھے، لیکن کسی نے اس خط سے انحراف نہ کیا۔

۲۵ جون کی نشری تقریر میں جنرل فیصلہ اٹھانے نے مذاکرات کی ناکامی کا ایک طرف اعلان کرتے ہوئے سیاسی حکومت بنانے کا ارادہ ترک کر دیا اور جولائی کو کابینہ بنا ڈالی جس میں اتحاد کی ایک جماعت بھی شریک ہو گئی۔ یہ بڑی افسوس ناک صورت حال تھی کہ اتحاد کی ایک جماعت حکومت میں شامل ہو گئی، جبکہ باقی جماعتیں شریعت کا پابند قبول نہ کر سکیں، میں نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ جنرل صاحب نے سیاسی

حکومت بنانے کا ارادہ ترک کر دیا۔ اس طرح انہوں نے حالات کی ذمہ داری اپنے ہی کا دھوئے پھاٹکی اٹھائی اور ہمارے لیے اس سے بڑھ کر خوشی کی بات کیا ہو سکتی تھی کہ ہم ان مائش میں مبتلا ہونے سے محفوظ رہ گئے۔ لیکن کابینہ کی تشکیل کے بعد جنرل صاحب نے پھر پیش کش کو تازہ کر دیا جس کی وجہ سے ایک ہسپتال میں زیر علاج تھا کہ وہ طے آئے اور ایک بار پھر حکومت میں شمولیت کی دعوت بھی ساتھ لائے۔ میں نے اپنے رد عمل کا اظہار کیا، تفصیل سے گفتگو کرنی، طبع اور تندرستیاں زیر بحث آئیں، بالآخر میں نے اتحاد کی مرکزی کونسل کا اجلاس بلائے کا فیصلہ کیا تاکہ تازہ ترین صورت حال پر غور کر کے لائحہ عمل تیار کیا جائے۔ اس اجلاس نے مجھے جنرل فیصلہ اٹھانے سے مذاکرات کے لیے اختیار دے دیا، جس میں جس جگہ پر زور دینا چاہتا ہوں، وہ یہ ہے کہ اس اجلاس میں این ڈی پی کے نمائندے بھی تھے اور مجھے گفتگو کا اختیار دینے میں وہ بھی فرق تھے، انہوں نے مجھے بھی پر اس سلسلے میں اعتماد کا اظہار کیا تھا۔

اب بتائیے، جب اتحاد کی مرکزی کونسل کے لیے مجھے اختیارات کے وقت میں نے مذاکرات کیے اور ۲۵ مئی کے خط کی بنیاد پر کیے تو پھر اس این ڈی پی کے لیے کیا جواز رہا کہ وہ مذاکرات کی کامیابی کو بنیاد بنا کر اتحاد سے الگ ہو جائے۔

ہم کسی کے دل کی کیفیت اور اس کی تہ کا انکسار کر نہیں سکتے۔ این ڈی پی کا موقف یہ تھا کہ وزارت سازی کا مرحلہ آگیا، قومی صورت میں ہم اپنی جماعت کے ارکان وزارتوں کے لیے نامزد نہیں کر سکتے، لیکن اتحاد میں رہتے ہوئے حکومت کی حمایت جاری رکھیں گے اور دوسری جماعتوں کے نمائندوں کو اتحاد کا نمائندہ سمجھ کر تعاون کریں گے۔ مذاکرات کامیابی کی طرف نہ لے ہی این ڈی پی نے جو موقف اختیار کیا وہ تو حقائق اور واقعات کے بغیر خلاف تھا۔

این ڈی پی کو اپنا موقف اس طرح تبدیل کرنا تھا، تو ہماری اور ان کی بڑی منافقت کا اظہار تھا کہ وہ ہمیں اعتماد میں لیتے اور قومی صورت حال دان کے مطابق اپنا پروگرام بھی اس پر ہم سے تبادلہ خیال کرتے، لیکن انہوں نے تو یہ کیا کہ اپنے کونونیشن میں دھواں دھاتو کر کے علیحدگی کا اعلان کر دیا اور ہمیں دشنام طرازی کا نشانہ بنیایا۔ اس پر جس منظر کو سامنے رکھیے، تو آپ کا سوال بے معنی ہو جاتا ہے۔ س: آپ کے خیال میں این ڈی پی کے اس فیصلے کا فرق کیا تھا؟

ج: فیصلہ کیوں کیا گیا، اس بارے میں میں ابھی کچھ نہیں کہنا چاہتا، حالات خود بخود واضح ہوتے جائیں گے۔ میں صرف یہ کہتا ہوں کہ یہ فیصلہ پشتونوں اور بلوچوں کی روایات کے خلاف ہے کوئی پشتون یا بلوچ اس طرح اپنا عند نہیں توڑ سکتا۔ اسی لیے میں نے این ڈی پی سے اپیل کی تھی کہ وہ اپنے فیصلے پر نظر ثانی کرے، لیکن انہوں نے اس کا کوئی مثبت جواب نہیں دیا۔ مجھے اتنا ہے اس ڈی پی کو سرحد اور بلوچستان میں تندہ و تیز رائے عاتقہ کا سامنا کرنا پڑے گا۔ س: آپ نے جناب ولی خان کی وطن والہی کے بعد ان سے رابطہ قائم نہیں کیا، کیا آپ کے نزدیک وہ بھی اس فیصلے میں شریک ہیں؟

ج: ولی خان کی وہ تقریریں ابھی تک انعامیں گنج وہی ہیں جن میں انہوں نے کہا تھا کہ پاکستان اور پاکستان قومی اتحاد لازم اور لازم ہیں۔ اس سے پہلے محبت سے سینہ کا عہادہ ہوا، تو ولی خان ہی نے بار بار کہا کہ ہم بھجان جب ساتھ بھانے کا عند کر رہے ہیں،

توچہ لے کر ڈالے نہیں، ہم جب کسی کا ہاتھ پکڑتے ہیں تو اسے چھوڑتے نہیں، جی کہہ رہا ہیں تو یہی ہمارا ہاتھ دوست کے ہاتھ میں پکڑتے ہیں لیکن اب وہ زندہ ہیں لیکن ان کا ہاتھ ہمارے ہاتھ سے الگ ہے۔ دل خال کی نگیم صاحبہ این ڈی پی کے کنوینشن میں شریک ہونے لندن سے تشریف لائی تھیں۔ یہ تو ہم نہیں سکتا کہ وہ اپنے رفیق زندگی اور رفیق سیاست سے مشورہ کر کے نہ آئی ہوں، اس لیے ولی خاں کو این ڈی پی کے فیصلے سے الگ تنگ نہیں سمجھا جاسکتا۔ انہوں نے وطن واپس آنے کے بعد اس فیصلے کو قبول کرنے کا اعلان بھی کر دیا ہے۔ اس طرح کو قومی اتحاد سے بھی ان کا رشتہ ٹوٹا اور حقیقت سے سات برس پرانا معاہدہ بھی ختم ہوا۔ ہم نے کوئی عہد نہیں توڑا، ہم نے کوئی وعدہ خلافی نہیں کی، ہم تو پشتونوں اور بلوچوں کی ایسا خدمت کی روایات کے بابا ہیں، اس لیے ہم کسی سے رابطہ قائم کیا کریں، رابطہ تو ان کو کرنا چاہیے تھا، جو اس صورت حال کے ذمہ دار ہیں، جنہوں نے پشتون اور بلوچ ہونے پرے اپنا عہد کچھ دھماکے طرح توڑ ڈالا ہے، تاہم یہ نوٹ کر لیجیے کہ ہمارے لیے کوئی معاہدہ بھی ان کا نہیں ہے۔ اولین اہمیت قومی مفاد کی ہے نہیں حالات کا بغور جائزہ لے رہا ہوں، میرا ارادہ ہے کہ کم از کم ایک بار تو ولی خاں سے بات کروں اور تفصیل کے ساتھ کروں اور ان سے کہوں این ڈی پی کے فیصلے پر نظر ثانی کریں۔ شاید کہ اتوجاے ترے دل میں ہری بات!

س: اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ این ڈی پی سے تعلق استوار بننے پر آپ کو اب بھی کوئی اعتراض نہیں؟
ج: جی ہاں کوئی اعتراض نہیں ہمارے دروازے کھلے ہیں اگر این ڈی پی اپنی غلطی کا احساس کرے، اعتراف کرے، تعلق استوار ہو سکتا ہے۔ ہم سیاست میں حماد آرائی کے قائل نہیں ہیں۔ آپ این ڈی پی کی بات کرتے ہیں، میں تو ان سب جماعتوں کو جو اتحاد سے الگ ہوتی ہیں، دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنے فیصلے پر نظر ثانی کریں۔ ہمارے علاقے سب کے لیے جگہ ہے۔ انہوں نے اور ہم نے مشترکہ منشور کے تحت گوشہ انتخاب میں حصہ لیا تھا، اب اس منشور سے منحرف ہونا کسی کے لیے بھی انتہائی بد اخلاقی کی بات ہوگی۔ جب منشور مشترکہ ہے تو غیر اختلاف کیا؟ جب مقاصد ایک ہیں تو پھر دوری کیوں؟ ہم نے کسی کو اختلاف سے نہیں نکالا، ہم کسی کو کٹنے سے نہیں روکیں گے، اپنے بل کر اپنے وطن کے مسائل حل کریں اور مصائب کے جھونپے کشی نکال کر آگے بڑھیں۔

یہ وقت ذاتی اور اگر وہی اختلافات کو نمایاں کرنے اور امن اچھالنے کا نہیں۔ ایک ہوجانے کا سہ ہوجانے کا ہے۔ کیا مشرقی پاکستان کے سانحے سے ہماری آنکھیں نہیں کھلیں؟ وہاں کس طرح خون بہا، کس طرح عزتیں و افتادہ ہوئیں اور کس طرح غیر ملکی مداخلت نے جھلایا پاکستان توڑ دیا۔ میں وارننگ دیتا ہوں، اور اعلان بھی کرتا ہوں کہ پاکستان کے اس سسٹم کو محفوظ رکھنا ہماری سب سے بڑی ذمہ داری ہے۔ سازشیں ہو رہی ہیں، اگر وہ دیکھے حالات تشویش کا ہیں، لیکن ہمارا عزم یقین ہے ہم پاکستان کو کوئی نقصان نہیں پہنچنے دیں گے۔ اگر کوئی جارحیت کاغذ پر ہوا، تو آپ بھیجیں گے پاکستان کی سالمیت کی لڑائی دشمن کی سرزمین پر لڑی جھلے گی۔ ہماری نظریں دشمن پر لگی ہوئی ہیں، ہم اس کی نقل و حرکت دیکھ رہے ہیں، لیکن ہمارے حوصلے بلند ہیں۔ میں بھی چٹان ہوں مجھ سے بڑھ کر پشتونوں کے حقوق کی بات اور کون کر سکتا ہے؟ ایک مسلمان، ایک پاکستانی اور ایک پشتون ہونے کی حیثیت سے میں یہ کہہ دینا چاہتا

ہوں کہ پاکستان کے پشتون اور بلوچ، پاکستان کی لڑائی میں سب سے پیش پیش ہیں۔ خدا اعلم کہ کوئی مشکل مرحلہ آیا، تو ان کا خون پاکستان کے لیے سب سے پہلے بہے گا، اس لیے جاسے روٹے ہوئے ساتھ، آؤ کہ ہم اپنا سب کچھ اس پاک سرزمین کی حفاظت کے لیے لگادیں اور یہاں ایک مثالی اسلامی معاشرے کی مضبوط بنیاد رکھ دیں۔

س: محترم اہل بیت کسی اور سمت بڑھ کر نہیں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا تھا کہ آخر وہ اچانک تبدیلی کی کیوں، کون سا واقعہ پیش آیا جس سے جناب جنرل ضیا الحق سے منکرات ٹوٹنے کے باوجود خبر سے اور پھر کامیاب ہو گئے؟

ج: کوئی غریب بات تو میں نہیں جانتا، اور شاید کوئی خفیہ بات موجود بھی نہ ہو۔ تاہم یہ سوال آپ جنرل ضیا الحق سے کریں تو بہتر ہوگا۔ مجھے تو نامعلوم ہے کہ ہمارے طالبات تسلیم ہونے کا مزین کو اختیار اور باقاعدہ بنانے پر اتفاق ہوا، انکیشن کے لیے یہ کہ سالہ قہر ہوا، سیاسی مفسر کی اکثریت کو تسلیم کر لیا گیا، تو ہم حکومت میں شامل ہو گئے۔

س: کامیابیوں کوئی جرنیل شامل نہیں کیا گیا، اس کا سبب قومی اتحاد کا کوئی رویہ تو نہیں؟

ج: ۲۲ جون کو قومی اتحاد کے رہنماؤں نے جنرل ضیا الحق کے سامنے یہ تجویز رکھی تھی کہ کامیابی میں کوئی جرنیل شامل نہ کیا جائے اور یہ کہ صوبوں سے شامل لاٹھیاں لیا جائے۔ یہ کوئی پیشگی شرائط نہیں تھیں، نہ وزارت سازی میں اتحاد کی شرکت ان سے شرط تھی، یہ صرف تقابوز تھیں اور ہم سمجھتے تھے کہ ان پر عمل کرنا ملک کے بہترین مفاد میں ہے۔ صوبوں سے شامل لاٹھیاں لیا جاتا، تو جموری عمل کا آغاز زیادہ واضح اور خوش ہو جاتا، لیکن میں اس پر زیادہ گفتگو نہیں کروں گا کہ اس بلے میں دو درمیں ہو سکتی ہیں۔ جہاں تک کہ جرنیل کو ذریعہ بنانے کا سوال ہے تو یہ سراسر قومی سوچ کی وجہ سے تھا۔ ہم نہیں چاہتے تھے کہ قومی سیاست میں قوت رہے اور تنقید کا نشانہ بنے۔ ہم اس باتدار قابل احترام قومی ادارے کی حیثیت، قومی ادارے کے طور پر برقرار رکھنے کے لیے ہمیں احتیاط پر زور دے رہے تھے۔ ہمارا خیال تھا کہ کامیابی سیاسی اور شہری عناصر پر مشتمل ہوگی، تو یہ فیصلوں کا سامنا بھی دیکھ کر اس کے احوال کی فکری داری بھی اتنی پر عام ہوگی۔ پاکستان ایک انتہائی مشکل صورت حال کا پوچھ اٹھانے کے لیے اس طرح تیار تھے کہ جو بھی نتیجے اس کی زد انہی پر پڑے فوج کے قومی ادارے کے ہدف نہ بنایا جاسکے۔ جنرل ضیا الحق نے ان باتوں پر غور کرنے کا وعدہ کیا، لیکن پھر کچھ طرز طور پر کامیابی بنائی۔

بعد میں مذاکرات دوبارہ شروع ہوئے تو ہم نے اس تجویز پر اصرار نہ کیا اور چیف مارشل لاڈیڈ نیشنل کے علاوہ تین جرنیلوں کی کامیابی میں شمولیت کو قبول کر لیا، لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے ہماری تجویز اور اس کی پشت پر کارفرماؤں کا وزن ہمارے ان جرنیلوں نے خود ہی محسوس کر لیا اور رضا کارانہ طور پر وزارتوں سے عہد کی اختیار کر لی، اس فیصلے پر میں ان حضرات کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ یقیناً ان کا فیصلہ ملک کے عظیم تر مفاد میں ہے۔

س: خود نامزد کردہ اپوزیشن لیڈر جناب ایمر مارشل محض خاں نے بھی اس بات پر اصرار نہ کیا ہے کہ سیاستدانوں کی حکومت بننے سے فوج کا ادارہ زیر بحث نہیں آئے گا۔ کیا آپ اس کی داد نہیں دیں گے؟

ج: جناب ایمر مارشل کا یہ اظہار خیال کیا اس بات کا ثبوت نہیں کہ قومی اتحاد نے حکومت میں شرکت کر کے بڑی قربانی دی ہے۔

اور یہ گریسوں سے محبت کا نہیں، اپنے وطن سے محبت کا نتیجہ ہے اگرچہ ابھی سب سے دوسرے سیاسی لیڈروں کی طرف حکومت میں شرکت سے انکار کر کے اپوزیشن میں جا بیٹھا، تو کیا یہ فوج کی اپوزیشن نہ ہوتی۔ اور اس طرح اس قومی ادارے کو نقصان نہ پہنچا، ہم نے فوج کے کھانے خود نظریہ اگر سیاست کو ایک مثبت سمت دی ہے اپنی سیاست کو داؤں پر لگا دیا ہے۔ ہم اقتدار کے ٹوکے ہوئے تو جیسے صلہ کر لیتے، اس کی پیش کشیں قبول کر لیتے۔ لیکن ہم نے وزارتوں کو بھی اہمیت نہیں دی، سرحد کی وزارت اعلیٰ سے میرا استعفیٰ ان لوگوں کو یاد کیوں نہیں رہتا؟

س: مفتی صاحب کہتے ہیں قومی اتحاد نے حکومت میں شامل ہو کر مستقبل کے واقعات کو بھی شائبہ کیا ہے اور عمل کو بھی؟
ج: اتحاد نے یقیناً حال اور مستقبل کی حفاظت کی رفتار کو متاثر کیا ہے۔ غور تو کیجیے۔

۱) فوج جیسا قومی ادارہ سیاست میں خرقہ پڑنے سے محفوظ رہا۔
۲) انتخاب کا انعقاد یقینی ہوا، اگر کوئی عنصر انتخاب کی نگرانی اوجھل کرنے کی سازش نہ کر سکے۔

۳) محدود سیاسی گریسوں کی اعانت ملی اور غیر محدود گریسوں کی بجائے کا واضح امکان پیدا ہوا۔

۴) عام سے حکومت کا رابطہ بحال ہوا اور یوں بدامنی کی ضدا کی شرح کم ہونے کا سامان فراہم ہوا۔

۵) نوکرتاشی کے منفی ردوں کی مدد تمام کاراستہ نکلا۔

۶) سیاست اور اس کا استحباب جینی کی رفتار سے نہیں بگڑتی تھیں تیز تر ہونے کی روشنی جھلک نظر آتی۔

۷) سب سے بڑھ کر کہ اسلامی اقتدار کے فروغ کے امکانات روشن تر ہوئے جو اسلام دشمن عناصر، جیلوں بھانوں سے کوئی عملی اقدام نہیں ہونے دیتے تھے، ان کی حوصلہ شکنی ہوئی، اور اسلامی نظریاتی کونسل کی مشاورات کو مزید عزم کے بعد نافذ کرنے کا سامان ہوا۔
س: لیکن جناب اگر کئی کامیابی حالات کو سنوار دے گی تو پھر؟
ج: اس کے خلاف بھی سامنے ہیں، صورت حال بہتر ہو سکتی ہے اور دھماکہ خیز مبینہ خپلوں کی ملوثی حوصلوں کو شکست تو نہیں دے سکتی، اس سے تو حوصلوں کی پختگی کا سامان ہوتا ہے۔

س: نئی کامیابی سے آپ کی توقعات کیا ہیں؟
ج: میری توقعات تو یہی ہیں کہ نئی کامیابی عوام کے مسائل حل کرنے کے لیے فوری اقدامات کرے۔

● گوانی کے معاملے کو پہل ترجیح دی جائے اور ایسا کی قیمتیں کم کر کے لیے ہر ممکن ذریعہ استعمال کیا جائے۔

● اسلامی نظام کی طرف اس طرح پیش قدمی ہو کہ اس کی برکتیں پہلے ہی نظر آئیں۔

● بیوروکریسی کا شدید اقتدار کم کیا جائے جن لوگوں نے بھٹو کے اشد دہلیز میں ظلموں کا کارروائی کیا، وہ خود قانون کی جھڑپ آزمائیں، انہیں کسی صورت معاف نہ کیا جائے۔ بیوروکریسی کے خلاف جلد کارروائی کی گئی تو جو عہدہ کامیابی کے خلاف کارروائی کر گزرتے گ۔ وہ قریطان امین چاہے جاپکے ہیں، لیکن لاقانونیت کے ذمہ دار انہوں کے خلاف نہیں کیا گیا۔ یہ تشابہ رداشت نہیں کیا جاسکتا۔

● سادگی اختیار کی جائے، وزیر اپنا نمونہ پیش کریں اپنے گھروں کی زمین و آرائش پر ہزاروں روپے خرچ نہ کریں۔ ڈرائنگ روم میں قیمتی صوفوں کے بجائے چٹائی کیوں نہیں بچائی جاسکتی، اور بیڈ روم میں نفیس بنگلوں کے بجائے ماکا پائی کیوں نہیں کام دے سکتی؟

● میں تو یہاں تک کہوں گا کہ شری عاقبتوں میں بڑے
مکافوں کی تعمیر پر پابندی لگائی جائے۔ حکومت نے ایک بڑا کوٹہ
بڑے مکانات بنانے کی اجازت دینے کا اعلان کیا ہے لیکن یہ
بھی زیادہ ہے۔ تین سو کوٹہ زیادہ مکان کی صورت دینے دیتے۔
● تعلیم اور نوپور کا مسئلہ حل کرنے کے لیے جنگلی
زمینوں پر کام کا آغاز ہو۔ اس شخص کے لیے نئی شے کی حوصلہ افزائی
کی جائے اس کے لیے ٹیکس و دیگر کی فہرست بھی دی جاسکتی ہے۔
● ہمارے اکثر غلط قوانین ایسے ہیں جو رشوت کا دوا
کھاتے اور لوگوں کے مصائب میں اضافہ کرتے ہیں ان کا بے جا
ہر تر قانون میں جو دروازے بند کر دیے جائیں۔
● رشوت پر مبنی اور طاقت پر مبنی سزا دی جائیں
اور ان کا قلع قمع کر دیا جائے۔

● ہر طرح پر اور دوا فائدہ کی جائے جیسے کہ میری وزارت کے
دوران سرحدیں اور کو سرکاری زبان بنادیا گیا۔
● شہزادہ قیس کی حوصلہ افزائی جو سرکاری ملازم دفتر

میں قومی بے باپوں کو اس طرح پکڑ لیا کہ اس نے غرضیاتی
رعب دہ ملک کا کہنے اس سے نجات مل سکے گی۔

● ایسے ضوابط بنائے جائیں کہ جھوٹ چھاپا یا لکھا جا
سکے۔ جھوٹ ایک زہر ہے جو معاشرے کی اچھائیوں کو کھس لینا
ہے۔ بے حیائی اور غرضیاتی کی روک تھام بھی ہو۔ ریڈیو کیل ڈون اور
فلوں کی فوری اصلاح ضروری ہے۔ عورتوں کو اشتہار کی شے بنا کر
ان کا جو استحصال کیا جا رہا ہے اسے بند کیا جائے صفت مذکور
کی اس سے بڑی توہین اور کیا ہو سکتی ہے یہ توہین کوئی بے حیئت معاشرہ
برداشت نہیں کر سکتا۔

● میں نے متاثر قومی اتحاد اپنے دوا سے دوا ملت
کا پروگرام بھی بنادیا ہے کیا یہ درست ہے؟

● جی ہاں یہ درست ہے ہم اپنے دوا سے دوا ملت
بھی لیں گے، جمیٹ سلطان اسلام کے دوا کو ملت برولی کی یہ دم
ادھی کیچنے میں ہیں آپ کو ملت ملے کا حق نہ تھا۔ اس کے
بہت سی صاحب نے اپنا بریفنگ میں منگو کر اس میں سے ملت نہ
نکالا اور پھر شائع کیا۔

● میں اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر ملت جان دوا کو دوا
میں شامل ہو کر مندرجہ ذیل شخص کے لیے کام کروں گا:

۱: اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے اپنی آخری کوشش تک
بڑے کارلاؤں گا۔

۲: خلاف قانون و اخلاق کوئی ایسا کام نہیں کروں گا جس سے
میری ذات جماعت یا معاشرہ بدنام ہو۔

۳: ذاتی مفادات کے حصول سے ہمیشہ الگ تھک رہوں گا
معارف و اصول کے مطابق بازار کاموں کے علاوہ سرکاری دوا سے
اور کسی قسم کا استفادہ نہیں کروں گا۔

۴: صرف خدمت ملک قوم کے جذبے سے سرشار
کا کروں گا۔ جہاں کام سب کا سرانجام دینے کی کوشش کروں گا، مگر
ناجائز کام کسی کا نہیں کروں گا۔

۵: قومی اتحاد یا میری جماعت جس وقت استغنیٰ پشہ
کرنے کا حکم دے گی وزارت سے استغنیٰ دے دوں گا۔

● میں اس سے متفق ہوں کہ
اس اعلان ہے آئندہ انتخاب ممبرانہ و بانیوں پر ہوگا کیا
آپ اس سے متفق ہیں؟

● میں جہاں دیا غلط انتخاب کی بحث میں نہیں پڑنا چاہتا

میں تو انہا جہاں میں کہ عاقبتوں کے فائدے منتخب کرنے کا جو
حزب کار انتہائی ناخوش ہے۔ اسپیکر کے امکان انھیں کے فائدے
پہلے میں اور حضرات نام کے تو عاقبتوں سے ہیں لیکن انھیں کے
فائدے نہیں ہوتے۔ بلکہ اسپیکر کی اکثریت کے خوشامدی اور دبا
ہوتے ہیں۔ جہاں مطالبہ حق انھیں کے اپنے فائدے آپ پہنچنے کا
اختیار دیا جائے وہ مطالبہ تسلیم کیا گیا ہے تو یہ انصاف کے اصولوں
میں مطابق ہے۔ قومی اتحاد نے جس منشور کی بنیاد پر ۱۹۷۷ء
کے انتخاب میں حصہ لیا تھا اس میں واضح طور پر درج تھا کہ عاقبتوں
اپنے فائدے آپ نہیں کی کوئی ایسی جماعت جو اتحاد میں شامل
تھی اس مجلس کے دوا کرتی کرتی ہے تو یہ بڑی حد تک ہے۔

● جناب آپ نے بلوچستان میں حکومت کی برطرفی کے
بعد سرحد کی وزارت اعلیٰ سے استغنیٰ دیا، بلوچستان کے بعض قیدیوں
کی رہائی کے لیے ٹھہر گئی، حیدر آباد میں جو آپ کے مطالبے پر دوا
اسیر رہا ہوئے۔ کیا رہائی کے بعد کالعدم پنپ کے طرح لیڈروں
نے آپ سے اپنے سیاسی مستقبل یا ملک کے سیاسی حالات پر بھی
تبادلا خیال کیا؟

● ملاقات تو ہوئی ہے لیکن اس طرح کی باتیں ہوئی
جو آپ کر رہے ہیں۔

● اگر کوئی ملے ان ایڈر حضرات کی ناشر گزاری قرار دے
تو نامناسب تو نہیں ہوگا؟

● میں ایسی بات نہیں ہم نے اپنا فرض ادا کیا، کسی پر
احسان نہیں کیا، ہم اصولی سیاست کے قائل ہیں اور ہم نے جو کچھ کیا
اپنے اصولوں کے حوالے سے کیا، حق ناقت ادا کرنے کے لیے کیا۔
دوسرے لوگ جو کہہ کرتے ہیں، اپنی سوچ اور اپنے اصولوں کے
حوالے سے کرتے ہیں اس لیے میں کسی سے گلہ نہیں کرتی تو خوشی
ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے دوستوں کے لیے جدوجہد کرنے
کی توفیق عطا فرمائی اور اس کی بدولت ان کو مصائب سے نجات مل۔

● جناب جو بلوچستان کے سیاسی مسئلے کو آج مل کرنے کی
بات کی جاتی ہے وہ کیا ہے؟ کیا اب بھی بلوچستان کا ایسا موجود ہے

● جوتین کا یہی سلا نام کی کوئی شے آج اپنا وجود نہیں کھتی
ایسا کا حقان کے مطابق نہیں ہوگا بلوچستان کو جن مصائب میں
جھوٹے دھکے لگا رہا ہے وہ مصائب ختم ہو چکے۔ اب تو ملے کر ہی

ایک سلسلے کے جھوٹے کارروائیوں کے متاثرین کی آباد کاری کیے ہو
اور کوئی ایسا معاملہ نہیں جس پر عوام آرائی کے پلو نکلیں حکومت

کو پورا کر سکی کی سازشوں سے ہوشیار رہتے ہوئے اس مسئلے کو
فائدہ سے مل کر دیا جائے۔

● آج کل صوبائی خود مختاری کا سوال پھر زیر بحث لائے کی کوشش
کی جا رہی ہے کیا آپ کے خیال میں اس مسئلے پر از سر نو گفتگو
ہونی چاہیے؟

● صوبائی خود مختاری کا مسئلہ شدہ ہے۔ ۷۳ء کے دستور
پر ساری جماعتوں نے خطا کی تھی۔ اس دستور میں کی غامیاں میں
جن کو دور کرنے کی ضرورت تھی لیکن صوبائی خود مختاری کے معاملے پر

کسی نے اختلاف کا اظہار نہیں کیا۔ تمام جماعتوں کے نزدیک صوبائی
خود مختاری کی حدود و مشقت تھیں۔ جھوٹے عدس جو خزانہ پیدا ہوئی
وہ یہ تھی کہ دستور پر عمل ہی نہیں کیا گیا اصولوں کو دستور نے جو حقوق

دیے تھے وہ بھی جھوٹے سلب کر لیے، اس لیے اصل مسئلہ نہیں
کہ صوبائی خود مختاری کی حدود بڑھا دی جائیں بلکہ یہ ہے کہ اصولوں

کو اپنے اختیارات استعمال کرنے کا موقع ملے۔

● جناب اس سے متعلق میں

● میں جہاں دیا غلط انتخاب کی بحث میں نہیں پڑنا چاہتا

● میں جہاں دیا غلط انتخاب کی بحث میں نہیں پڑنا چاہتا

● میں جہاں دیا غلط انتخاب کی بحث میں نہیں پڑنا چاہتا

● میں جہاں دیا غلط انتخاب کی بحث میں نہیں پڑنا چاہتا

● میں جہاں دیا غلط انتخاب کی بحث میں نہیں پڑنا چاہتا

● میں جہاں دیا غلط انتخاب کی بحث میں نہیں پڑنا چاہتا

● میں جہاں دیا غلط انتخاب کی بحث میں نہیں پڑنا چاہتا

● میں جہاں دیا غلط انتخاب کی بحث میں نہیں پڑنا چاہتا

● میں جہاں دیا غلط انتخاب کی بحث میں نہیں پڑنا چاہتا

● میں جہاں دیا غلط انتخاب کی بحث میں نہیں پڑنا چاہتا

● میں جہاں دیا غلط انتخاب کی بحث میں نہیں پڑنا چاہتا

● میں جہاں دیا غلط انتخاب کی بحث میں نہیں پڑنا چاہتا

● میں جہاں دیا غلط انتخاب کی بحث میں نہیں پڑنا چاہتا

● میں جہاں دیا غلط انتخاب کی بحث میں نہیں پڑنا چاہتا

● میں جہاں دیا غلط انتخاب کی بحث میں نہیں پڑنا چاہتا

● میں جہاں دیا غلط انتخاب کی بحث میں نہیں پڑنا چاہتا

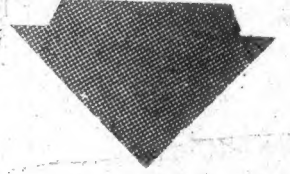
● میں جہاں دیا غلط انتخاب کی بحث میں نہیں پڑنا چاہتا

● میں جہاں دیا غلط انتخاب کی بحث میں نہیں پڑنا چاہتا

● میں جہاں دیا غلط انتخاب کی بحث میں نہیں پڑنا چاہتا

● میں جہاں دیا غلط انتخاب کی بحث میں نہیں پڑنا چاہتا

غالب کی بیوی کا کلام



دیوانے غالب کو ترتیب دینے والوں نے یہ بڑی بھاری محسوس کھائی ہے کہ وہ چچا غالب اور ان کی بیگم کے کلام میں امتیاز نہ کر سکے اور دونوں کے کلام کو گڑبڑ کر کے رکھ دیا۔ خدا جھوٹ نہ بلائے تو ان کے اردو دیوان میں ایک تہائی کلام ان کی زوجہ کا شریک کر دیا گیا ہے۔ یہ بات میں بغیر شواہد و دلائل کے نہیں کہہ سکتا ہوں کیونکہ میرے پاس اس سلسلے میں واضح دلائل ہیں جن سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ یہ تو سب کو معلوم ہے کہ مرزا بہت بدنام تھے، چنانچہ خود کہتے ہیں:

"شاعر تو وہ اچھا ہے یہ بدنام بہت"

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ کوئی شخص انہیں ان کی سب کا رپوں پر لعنت طاعت کرنے لگا اور بات اچھی خاصی لڑائی تک پہنچ گئی تو ان کی بیگم سے نہ رہا گیا لہذا وہ حمایت کرنے گھر سے باہر نکل کھڑی ہوئیں اور یہ جڑبڑ شترانوں نے خانہ سے کہا:-

دیکھو غالب سے گرائیجھ کوئی

ہے ولی پرشیدہ اور کا فر کھلا

مجھ میں سے کوئی پوچھ بیٹھا بڑی بی! آپ کون ہیں جو اس کی اس طرح طرف داری کر رہی ہیں! آئندہ آپ کا کیا لگتا ہے؟ تو انہوں نے فی البدیہہ فرمایا:-

پوچھتے ہیں وہ کہ غالب کون ہے

کوئی بتلا دو کہ ہم بتلائیں کیا

پھر فرمایا

ہم پیشہ دم مشرب دم راز ہے میرا

غالب کو برا کیوں کہوا چھامرے آگے

غالب لوگوں کے لعن طعن پر رد دیئے تو انہوں

نے یہ شعر کہا:-

یونہی گرد و تار بنا غالب تو لے اہل جہاں

دیکھنا ان بستیوں کو تم کہ دلیں نہیں

پھر غالب سے مخاطب ہو کر یہ شعر پڑھا:-

غالب بڑا نہ مان جو داعظ برائے

ایسا بھی ہے کوئی کہ سب بچا کہیں ہے

اس کے بعد بھلا پھسلا کر غالب کو اندر لے گئیں اور اندر لے جا کر ان کی دلداری کے لئے یہ شعر کہا:-

چشم بد و رخسار و شکوہ

تو مش اللہ عارفانہ کلام

مزید تسلی کے لئے فرمایا:-

تیرا انداز سخن مشائخ زلف المام

تیری رفتار قلم جنبش بال جبریل

پھر نہیں کر سکتے تھیں:-

یہ مسائل تصوف یہ ترا بیان غالب

تجھے ہم دلی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا

غالب ہفتے میں ہرے ہوئے تو تجھے ہی کچھ نہ

ہوئے تو انہوں نے یہ شعر کہا:-

نظم ہے گرد و سخن کی داد

فہم ہے گرد و نہ مجھ کو پار

تم سلامت رہو ہزار برس

ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

نہیں فرمایا:-

ہے دھما بھی یہی کہ نہیں

تم رہو زندہ حب و دامن

مزید فرمایا:-

شاد و دل شاد و شاد و رکھو

سب کو غالب پر ہنس رہے تھیں

جیسے عورتوں کی عادت ہوتی ہے بعد از اہل

کو کو سنے لگیں:-

دعا یہ ہے کہ مخالف کے دل میں از رو بغض

پڑی ہے یہ جو بہت سخت نابکار گرد

دل اس کا پھوڑ کے ٹپکے شکل چھڑکے

خدا کرے کہ کرے اس طرح ابھار کرے

چچا غالب کی طبیعت تھلی پسند تو تھی ہی ایک دفعہ

دون کی ہانکنے لگے تو بیگم صاحبہ نے کہا:-

رکھتی کے تمہیں اس دہنیں ہو غالب

سنئے ہیں اگلے زمانے میں کوئی میر بھی تھا

غالب نے میر صاحب کے تفوق کو تسلیم نہ کیا تو انہوں نے کہا:-

غالب اپنا یہ عقیدہ ہے بقول تاج

آپ بے بہرہ ہے جو معتقد میر نہیں

پھر طنز کرتے ہوئے کہا:-

لکھ دیا شاد و دل کو عاشق کش

لکھ دیا عاشقوں کو دشمن کام

غالب پھر بھی نہ مانے تو انہوں نے جل کر یہ شعر کہا:-

جنس بازار معاصی اسد اللہ اسد

کہ سوا تیرے کوئی اسکا خریدار نہیں

یہ شعر سنئے ہی چچا غالب آپ سے باہر ہو گئے تو

انہوں نے مرزا صاحب کا نفعہ ٹھنڈا کرنے کے لئے

یہ دو شعر پڑھے:-

گرچہ تو وہ ہے کہ منہ نامہ اگر گرم کرے

روقی بزم مدد دہر تری ذات ہے

اور میں وہ ہوں کہ گرمی میں کبھی نور کو دل

جز کیا خود مجھے نفرت مری اوقات ہے

مرزا راتوں کو گھر سے غائب رہتے تھے۔ ایک

دفعہ کئی دن کے بعد تشریف لائے تو انہوں نے کہا

اس کو بھولا نہ چاہیئے کہنا

صبح جو جائے اور آئے شام

پھر غم رفت کی شکایت کرتے ہوئے فرمایا:-

مکوں کس سے میں کو کیا ہے شب بزمی بلا
مجھے کیا برا تھا مرزا اگر ایک بار ہوتا
مرزا صاحب نے بڑا کر پوچھا تم کیا چاہتی ہو لہذا
انہوں نے یہ دو شعر جواباً کہے :-

اب میں ہوں اور ماتم یک شہر آرزو
تو را جو تو نے آئینہ منشاں درمجا
امر جدید کا تو نہیں ہے کوئی سوال
بائے قدیم قاعدے کا چاہئے قیام
مرزا صاحب پھر کڑک کر بولے "میری سمجھ میں نہیں
آتا آخر تمہیں کیا چاہئے؟" تو وہ بولیں :-
بے نیازی حد سے گزری بند پر دیکھ تک
ہم کہیں گے حال دل اور آپ فراموش کیا
پھر فرمایا :-

آج کہوں پروا نہیں اپنے اسیروں کی تجھے
کل تک تیرا ہی دل مہر و وفا کا باب تھا
یا دیکھ وہ دن کہ ہر یک حلقہ تیرے دم کا
انتھار صید میں اک دیدہ بے خواب تھا
اور یہ بھی :-

دکھ جی کے پسند ہو گیا ہے غالب
دل رک کر بند ہو گیا ہے غالب
واللہ کہ شب کو نیند آتی ہی نہیں
سونا سو گند ہو گیا ہے غالب
مرزا صاحب لال سپیل آنکھیں دکھانے لگے تو
مرحوم نے کہا :-

من اے غارت گر جنس و فاسق
شکست قیمت دل کی صد کیا
پھر فرمایا :-

دل مرا سوز نہاں سے بے محابا جل گیا
آتش خاموش کی مانند گویا جل گیا
رات کی تنہائی کا بیان اس طرح کیا :-

شب کہ برق سوز دل سے نہو ابراب تھا
شعلہ جوالہ ہر یک حلقہ گرداب تھا
مرزا صاحب کہاں ماننے والے تھے لگا لٹ
انہیں کو بڑا بھلا کہنے تو وہ یوں نغمہ سرا ہوئیں
دلے لگے مرزا ترا انصاف محترم نہ ہو
اب تک تو یہ توقع تھی کہ وہاں ہوجائے
معن طعن کرتے ہوئے کہیں میں مرجی گئی تو معین
بہتر نہ چلے گا نہ پروا ہوگی کہ کون بلا تھی۔ آخر

مرزا صاحب انسان تو تھے ہی کچھ نرم پڑے تو کھینچے
گھنڈاری بخدا کی قسم تیرے جنازے کو ضرور کاڈھا
دوں گا۔ بھلا ایسا ہو سکتا ہے کہ شریک جنازہ بھی
نہ ہوں۔ خواہ میں کہیں بھی ہوں ضرور بالضرور یقیناً
آؤنگا۔ تو انہوں نے یہ شعر کہا :-

قسم جنازے پہ آنے کی سے بھاتے ہیں
ہمیشہ کھاتے تھے جو میری جیب کی قسم آگے
پھر کیا تھا مرزا ہی ریشہ خلی ہو گئے اور اپنی ادارگی
پر افسوس ہانے لگے اور شہر مبارک کو ایک گوشے میں
جا بیٹھے تو انہوں نے دل ابھی کے لئے یہ شعر کہا :-
میں اب بگڑے پر کیا شرمندگی جانے دل جاؤ
قسم لوم سے گری بھی کہیں کیوں ہم نہ کھتے
مرزا صاحب اپنی ادارگی پر آٹھ آٹھ افسوس ہاتے
ہی رہے تو انہوں نے کہا :-

یہ بھی ناچار جی کا کھونا ہے
شرم سے پانی پانی ہونا ہے
ہوں ترے وعدہ نہ کرنے پہ بھی اُسی کہی
گوش منت کش گلیاں تک سستی نہ ہوا
مرزا صاحب جن قدر دل چھینک واقع ہوئے تھے
سب کو معلوم ہے۔ ان کی آشفتنہ دل و آشفتنہ سری
کو دیکھ کر ہی صاحب انہیں سمجھانے لگیں :-
فائدہ کیا سوچ آخر تو بھی ہے انا اسد
دوستی نادال کی ہے جی کاریاں ہوجائیگا
مرزا صاحب مدد کرنے لگے مجھے کیا معلوم تھا کہ وہ بال
ہی بوجا نکلے گا۔ تو انہوں نے یہ شعر کہا :-

دل ویا جان کے کیوں اسکو فدا دار اسد
غلطی کی کہ جو کاسد کو سلیمان سمجھا
پھر فرمایا :-
کوہن نقاش یک مثال شیریں تھا اسد
سنگ سے سراما کر ہوئے نہ پڑا آشتا
کہنے لگیں مرزا چلو اگر سے میں 'میاں تمہارا بہن
ٹھیک نہیں ہے مگر مرزا جی دلی عجز نے پر کسی طرح
راضی نہ ہوئے تو انہوں نے یہ شعر کہا :-

ہے اب اس محو سے میں قطع غم الفت آمد
ہم نے یہ ناکہ دتی میں رہی کھیں گلیا
پھر وہ منحوس دن آ ہی پہنچا کہ چچا غالب کو بیماری
عشق نے زار و زار کر دیا اور سچا بھی انہیں موت
سے چھڑانے کا بلکہ سچا کا آنا ہی ان کے لئے موت

کا سبب ہو گیا۔ چنانچہ یہ شعر اسی سلسلہ میں نظم علیہ
نے کہا تھا :-

مر گیا صد مہینہ جنبش لب سے غالب
نا توانی سے حریت دم میسی نہ ہوا
یہ شعرا کی وفات کے بعد کا ہے۔

اسد اللہ خاں شام ہوا
اے دریا وہ رند شاد ہوا
ان کے گھر میں کفن تک کے لئے کچھ نہیں تھا تو
چچی نے محمد والوں سے خطاب کرتے ہوئے
کہا :-

یہ لاش بے کفن اسد ختم جاں کی ہے
حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا
یہ شعرا کے سوگم کے دن کا ہے :-
دمت و شینہ اب مرثیہ کوں شاید
مر گیا غالب آشفتنہ نوا کہتے ہیں
یہ شعرا کے جنم پر کہا تھا :-

ہوئی مدت کہ غالب مر گیا پروا آتا ہے
وہ سہراک بات پہ کنا کیوں ہوتا تو کیا ہوتا
پھر مرحوم کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا جیسے کہ موتوں
کی عادت ہوتی ہے کہ وہ مرے کو مخا طبتائی میں :-
دل میں پھر گریہ نے اک شور اٹھایا غالب
آہ جو قطرہ نہ نکلا تھا سو طوفان نکلا
مرزا صاحب کے مرنے کے بعد گھر پر ویرانی چھا
گئی تو یہ شعر کہا :-

اُگا ہے گویں ہر سوز و دیرانی تماشا کر
مداراب کھوئے پر گھاس کے بے سحر دل کا
یہ بھی اسی سلسلہ کا شعر ہے۔

گر یہ چاہے ہے خرابی میر کا شانہ کی
درود یوار سے ٹپکے ہے بایاں ہوتا
مذرحہ ذیل شعر تو یقیناً مرزا جی ہی کا ہے کیونکہ
مرے پیچھے تو کوئی بھی شعر نہیں کتا
مر گیا پھوڑے مر غالب حسی ہے ہے
بیٹھنا اس کا وہ اگر تری دیوار کے کپاں

یہ اشعار بھی مرحوم ہی کے ہیں۔ تاہم خود انداز
لگائیں گے کہ یہ اشعار کن مواقع پر کہے گئے ہونگے
تھا خواب میں خیال کہ تجھ سے معاملہ
جب آنکھ کھل گئی تو زیاں تھا نہ موت تھا
اور یہ بھی :-
باقی صفحہ ۱۱ پر

آجکاتے سیاسی طور پر

بلوچستان کے کئی محاذوں میں مختصر نظر آتا ہے

باقی صوبوں میں صوبائی وزارتیں قائم ہوں اور بلوچستان کو معاف رکھا جائے

کیا اس بات کا کوئی عقلی اور منطقی جواز پیش کیا جاسکتا ہے؟

”باقیات العالمات“ ثابت نہ ہو سکے۔ ہوس اختیار نے ان کے ثابت کو میاں تک زللا دیا کہ انجام کار وہ ”اصل اقتدار“ ہو کر رہے۔ جمیت اور مولانا محترم مفتی محمد صاحب کے لیے یہ مدد یقیناً جانکاہ تھا۔ لیکن وزارتوں کا تاج جس درگاہ فقر میں پاؤں کی ٹھوکر اور جوتی کی ٹوک پر سنبھلے ہوں ان کے لیے ہجر و فراق کے یہ الجھے بھلے بیوں کا عنوان بن جاتے ہیں چنانچہ محترم مفتی صاحب اور جمیت نے اپنے ”واسل اقتدار“ ہونے والے ساتھیوں کی مفاہمت اور سپینڈ پارٹی میں ان کی امداد کو یہ بیکر فراموش کر دیا کہ

عمر پینپی وہی پہ خاک جہاں کا غیسہ تھا
اب چار طرے موت کی کسی خاموشی تھی۔ نظروں کے سامنے ایک تیرتا ہوا خلا تھا اس خلا میں کسی خاک کے تختے اور جوتے رہے مگر قیادت کا خواب شرمندہ بغیر سی رہا۔ ”خاک“ ”تقدیر سچی“ کو ایک نام نہ نہ جاتا جو آگے چل کر ”بارگاہ مشن و منی“ میں ”مبشر مبرا“... حائل حسین احمد، اسی تقدیر سچی کا کافر یہ اور تہہ بیرک کا بخشنہ ہے جن جوانی کی بھرپور لڑائیوں کے ہمراہ زہد و اتقا سے مالا مال۔
”حسین احمد“ شہید شمس الدین کا مکمل بدل ہے۔ آج سے ۲۹ سال

وہ انصاف کے گہرے میں کھڑا ایک ”درویش“ کی زندگی پر ڈاکو زنی کے الزام میں جواب و احتساب کے مرحلوں سے گزر رہا ہے اور بلوچستان کے اس شہید کی روح اپنے ستم انجام

بھانٹ بھانٹ کی سیاسی

بولیاں سر اٹھاتی اور

دم توڑتی ہے

نظر آتے ہیں

قابل کی چپان کے لیے آج بھی اختیار و اقتدار کے دو لڑنے پر سوال نظر آتی ہے۔ مولوی شمس الدین شہید ایک جوان سیاستدان تھے۔ ۱۹۷۰ء کے انتخاب میں بلوچستان اسمبلی کے رکن ادبیر حسن داؤد کی ہانگاہ میں اسمبلی کے ڈپٹی سپیکر منتخب ہوئے۔ دنیا سے ان کی ”جمہری رخصت“ کے بعد ”جمیت“ ”بغاہر“ ”ملیک سناٹوں“ میں کھو گئی تھی۔ کچھ اقتدار میں ان کے باقیات بھی

ملک کی ناہنجاری اور تاریخ کی بے مہر داؤوں نے مل کر زمین کاٹن ویران کیا۔ جن سے بزم میں رہتی تھی، ان کے وجود کا زندگی کی اکھن ترستی ہے اور ستم بالائے ستم یہ کہ جو معرودہ زمین پر بوجھے تھے۔ آج زمین کی پشت پر ان کی فرائض والی نظر آتی ہے۔ یہ گئے داؤں کی بات ہے، بیٹے لمحوں کی یاد ہے کہ بلوچستان میں شرافت کا نام ”شمس الدین“ قرار پایا تھا۔ وہی شمس الدین جس سے بلوچستان اسمبلی کے ایوان کو بجتے تھے۔ جس کی جرات جہاندار کے سامنے بڑے بڑے سرداروں کی حکومت کے ستون لرزتے تھے۔ وہی شمس الدین جب ”دل دشمن“ میں کھلے تو آسمان نے پاس ادب سے زمین کی اس امانت کو اپنی آغوش میں لے لیا۔ یوں شرافت کے شہر میں، جوتوں کے شہر میں، حق کی ڈگر پر اہل دل کا سرمایہ لٹ گیا.... قبائے شہر باری خون ناقص سے تر ہو گئی۔ جمیت السلاطین اسلام، ایک جید عالم ادب سے سپاری سے محروم ہو گئی۔ چار سو شہر ہوا کہ ایک بے گناہ کی جوانی لٹی ہے شرافت کو موت آئی ہے اور میں نے دیکھا کہ اسلام آباد میں نصب اختیار کی سب سے بلند مندر پہ بیٹھے واسلے عالم کو خوش خبروں سے شمس الدین شہید کا لبہ بد رہا تھا۔ آج

پہلے حسین احمد نے حکم کی آغوش میں آنکھ کھولی، دینی ماحول ہی پرورش پائی اور شباب کی دبیز پرنسپل شمس الدین کو منتظر باکرہ "جمیعت" کی ہڑتوں اختیار کی۔ جلد ہی ان کے کردار کی خوشبو سے دور و نزدیک بکھنے لگا اور دیکھتے ہی دیکھتے برطرف زمین احمد کا نام گونجنے لگا۔ ان کی تقریر سے ابوالکلام کی خطابت کا کوئی رنگ نہیں ملتا۔ لیکن ان کی گفتگوؤں میں حسین احمد کی "نکتہ دہانی" کی بولی نظر آتی ہے۔ ان کے کلام میں دیوبند کی مہکدار ڈنڈنہ "ندوة العلماء" (لکھنؤ) کی نکاروں کا جھلنا بھی نظر آتا ہے۔ ان کا دھڑ دھڑکاؤ قدیم کاسمین امتزاج بن گیا ہے۔۔۔۔۔ ان کی ان دھیر ساری خوبیوں کا نفاذ کر کے جمیعت بھی نکلا رہ گئی۔ چنانچہ آپ کو جمیعت العلماء اسلام بوجپان کا سیکرٹری اطلاعات منتخب کیا گئی۔

حیدرآباد کے بعد وہیں میں جن کا تیناؤں کی تشکیل کی زید سنائی گئی ہے۔ اس محل سے گزرتے ہوئے حسین احمد جمیعت چوکی نہیں حکومت کی طرف سے بھی اطلاعات و نشریات کی منہ سنبھالنے والے ہیں۔ آج کل بوجپان سیاسی طور پر کئی خانوں میں منقسم نظر آتا ہے "جمیہ سیاست" نے اس علاقہ کو میانک ماضی سے نکال کر پھر سے خطرناک مستقبل کے دروازے پر لا کھڑا کیا ہے۔ اس دروازے پر ایک سیاسی "نقد خانہ" نظر آتا ہے جہاں جہانت جہانت کی سیاسی بولیاں ملوثاتی اور دم توڑتی نظر آتی ہیں۔۔۔۔۔

لیکن یہ عزت تنہا مگر دانا حسین احمد کو حاصل ہے کہ قدرت نے ان کو "عرف و صورت" کو بھی اعتبار بخشا ہے۔۔۔۔۔ آج کل اٹھنے اور اٹھانے جانے والے ہر سیاسی موضوع پر بوجپان کے اس جوان رعنا کی آواز جمیعت کی قربان بھی جاتی ہے۔ مستقبل کی اہم ذمہ داری کے پیش نظر صاف و سیاست بھی محتاط نظر آتی ہے۔ بالخصوص مسیہ الفطر کے بعد وہیں میں قائم ہونے والی وزارتوں کی رعایت سے کئی خدشوں اور غلوں کو آواز دی جاتی ہے۔ طرح طرح کی پس ہوئی قیاس آرائیوں کے جالے بنے جاتے ہیں۔ حالات کی تاریکی کو اس قدر تاریک ظاہر کیا جاتا ہے کہ روشنی کا وجود بھی کی عدم ہوتا نظر آئے۔ ان خدشوں میں کتنی واقفیت ہے؟ بوجپان کی مجتہد کا مینہ کے یقینی ذریعہ اطلاعات و نشریات جناب حافظ حسین احمد کی دہائی حافظ فرمائیے۔۔۔

ہے کہ لوگ آج کے جدید دور

میں بھی بوجپان کو "قرون مظلمہ" میں گرفتار دیکھتے ہیں حالانکہ بوجپان نے تمام پالیسیوں اور محرومیوں کے باوجود جس تیز رفتاری کے ساتھ شعور کی طرف پیش رفت کی ہے وہ ملک کے تمام دوسرے شعبوں سے بالامتیاز خوبی سے بوجپان کے حصہ میں آئی ہے۔۔۔۔۔ بوجپان میں جو مذہبی موبائلیزیشن کی تشکیل کوئی ذلی طرح نہیں جس کے لیے اہل ملک نے بوجپان کو منتخب کیا ہو۔ جس طرح سندھ، سرحد اور پنجاب میں یہ وزارتیں قائم کی جا رہی ہیں۔ اسی طرح بوجپان میں بھی وزارت قائم ہو رہی ہے۔ جن لوگوں کے ذہنوں میں یہ سوچ پیدا ہوئی ہے کہ بانی مہموں میں وزارتیں قائم کی جائیں اور بوجپان کو صاف رکھا جائے کیا دوسرے بات کا کوئی حلقہ عقلی منطقی جواز پیش کر سکتے ہیں؟ مگر بوجپان کسان کا حصہ ہے تو یہاں بھی وزارت سازی کو بحیثیت پکڑا پانا پڑے گا۔۔۔۔۔

"اس کے علاوہ بوجپان میں وزارت کا قیام اس لئے بھی ناگزیر ہے کہ یہاں گزشتہ ۱۳ سال سے حالت اناتس مسائل کی کوکھٹ گھائیوں میں مبتلا رہی ہے۔ لیکن ہنوز منزل سے دور ہے۔ بوجپان کے جن خود ساختہ ناخداؤں نے بوجپان کو مسائل کا نام دے رکھا ہے کیا وہ اس رستہ سے گم نہیں رہ گئے کہ ایک سول حکومت کا قیام جس قدر مسائل کے حل کی راہ کو آسان بنا سکتا ہے اتنا دیگر حالات میں ممکن نہیں۔ اس وقت جبکہ حکومت اور لوگوں میں تو ذریعہ استوار نہیں، مل و ملت کے جملہ اختیارات پورہ کرسی میں مرکوز ہو کر رہ گئے ہیں۔ دوسری طرف عوام ہیں کہ مارے مارے پھرتے ہیں۔ دفینوں کے پھلندہ مسائل کے سمجھنے انہیں ایسے پیٹھ میں پڑے کہ حکومت اور ملک تو ایک طرف راہ وہ اپنی زندگی سے بھی بے زار نظر آتے ہیں۔ ان حالات میں ضروری تھا کہ عوام انہیں کی آواز کو حکومت کے ایوانوں میں براہ راست رسائی حاصل ہو۔ جو وہ حکومت نے بھی اس حقیقت کو تسلیم کیا کہ عوام کے بڑھتے ہوئے مسائل کے حل میں وہ تنہا کچھ کر دار اور کرنے سے عاجز ہے۔ چنانچہ "عوام" کی رٹ لگانے والی مقام ہنوز حکومت کی طرف سے تعاون کی درخواست

کی گئی۔ لیکن خود مظلوم اور محرومیتوں نے "سیاسی کیرر" کے تحت کے نام پر اپنی حق خواہشات کو قوم اور ملک پر نفرت دیتے ہوئے تعاون کی بجائے ان حکومت سے معاہدہ کر لیا کی باسی اختیار کر لیں۔ اور آج جو کچھ آپ کے کان سن رہے ہیں اور میری زبان اور گھر ہی ہے وہ اس متوقع معاہدہ کر لیا کا سرگاز ہے۔۔۔۔۔"

حافظ صاحب کا حسن تکلم، تلخ حقائق سے ابھرے والے واضح واضح وجود سیاست کی نشاندہی کر رہا تھا کہ آخری جلد میں "متوقع معاہدہ کر لیا" کے الفاظ استعمال کر رہے انہوں نے کھیر چوکا دیا۔ میری جھڑپوں کو پاتے ہوئے دو گویا ہوئے: حقائق کی نقل پہلے سے بڑھ چکی ہے۔ بوجپان میں ایک ایسا عنصر مزدور جو دہے جو اس علاقہ میں حالات کو بے قابو کرنے اس کی سمت سفر اپنے من چھے اموروں کے ماتحت متعین کرنے کا متعین ہے یہ عنصر قطعاً اس بات کا حامل نہیں کہ بوجپان کا عام آدمی کسی کا سانس لے۔ بلکہ اس کی دلی خواہش یہ ہے کہ یہاں کے باشندگان مسائل میں گھرے رہیں تاکہ ان کی آہوں، آنسوؤں اور سیکون سے اٹھنے والے غبار میں ان کی "دوڑ بھاگ" کا تاج ایک دائمی قدر بنا رہے۔ اس وقت یہ منظر ہے۔ جو باقی ملک کو کچھ ذکر بوجپان میں موبائلیزیشن کی راہ میں روڑے لگانے کی کوشش کر رہا ہے۔۔۔۔۔ ہم ایسے عناصر سے غافل نہیں۔ ہم ان کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھے ہیں حال ہی میں منیجر (قذات سے کچھ دور) کے علاقہ میں ان عناصر نے کچھ خوب کی۔ گاڑیاں اور فرس روک کر فائرنگ کی اور بے بس مسافروں کو کوٹ کر لے گئے۔ ایسے واقعات ہماری مشکلات راہ کی تہید ضرور ہیں لیکن ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان عناصر کی تمام خواہشات کو پیوند کر دیں گے۔ ہم سرمد و صمیمیت کے جتارے کریدان حل میں آئے ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ ہم جلد تمام بوجپان کے صاف دل کو عام کے دونوں میں گھر کر لیں گے۔ کیونکہ یہاں کے لوگوں کو جو کچھ دلچسپ ہے۔ وہ اپنے مسائل کے حل سے ہے نہ کہ "خود ساختہ تاجداروں" کی تاجدار۔

"حافظ صاحب! اگر آپ کی سابق صلیف این ٹی پان نے

جوچستان میں آپ کی وزارت کی مخالفت کی تو آپ کا کھل کر کیا
ہوگا؟ ہم اپنی فطرت کے ماتحت چلیں گے۔ حافظ صاحب
نے بڑے سکون سے جواب دیا۔۔۔۔۔

”ہم نے مشکل ترین دور میں این ڈی۔ پی کا ساتھ بنایا
ہے آج اگر این ڈی۔ پی کے اکابرین ماضی کو فراموش کر بیٹھے
ہیں تو ہم اپنے طور پر دوست ملک کا معاہدہ کر لیں گے ہم ہر
جائز مخالفت کا دمرف سامنا کریں گے بلکہ دستور قانون کی حدود
میں اس کی حوصلہ افزائی بھی کریں گے۔ لیکن اگر کچھ لوگ یہ سوچتے
ہوں کہ کس طرح جوچستان میں امن و امان کا مسئلہ پیدا کر کے پھرے
وہ اپنی دکان سیاست چکالیں گے وہ ذمہ داریوں کی جنت
میں رہتے ہیں۔۔۔۔۔ ہم بہت دور نکل آئے ہیں۔ یہ سوچیں
ماضی کے دھندلوں اور اندیروں میں تو سوجھ سکتی تھیں لیکن
آج کے دور میں یہ سوجھیں روکشی کی توہین ہیں“

حافظ صاحب دیکھ لیجیں دیر سے دیر سے دلفات
کی تہیں کھول رہے تھے۔۔۔۔۔ اندر مداخلت مخالفت کی اس آواز
پر لگا تھا کہ جوچستان میں ماضی طاقت این ڈی پی ہے حافظ صاحب
سے نقدی جابجائی تو چمک کر بولے ”جی ہاں آج کی بات
نہیں یہ دعوے سننے سننے ہمارے کان پر گرنے لگے ہیں لیکن
ہم واقعات اور حیرات کو مانتے ہیں۔ اکتوبر ۱۹۶۰ء کے
عام انتخابات کے لیے جوچستان میں این ڈی پی اور جمیعت کو
ممبران کی اسمبلی کے لیے مشترکہ طور پر ۲۲ نشستوں کا کوٹہ ملا تھا۔
جہ نے آپس میں یونین تیار کر کے نشستیں ہمارے حق میں
اور نشستیں این ڈی پی کے دعویداروں کے حق میں آئیں۔
لیکن بعد میں ایک سیٹ جس میں لگئی اور اب دونوں نشستوں
کا تقسیم کر ملک پر جاری تھا۔ اگر اسی بات ہو جاتے تو ہر
چیز آسان ہو جاتی۔“

”ہاں آپ ۱۹۶۰ء کے انتخابات کی بات کر سکتے ہیں۔
اس میں نینپ کے مقابل میں جاری پوزیشن دوسری تھی۔ اس کی
دوجہ یہ تھی کہ جوچستان میں انخابی مرکز ہمارے لئے بالکل
نیا تھا۔ تجربہ کار کی کے ساتھ ساتھ دسالی بھی نہیں تھے پھر
خواجہ کے ووٹ قبائلی روایات و رعایات کے طفیل جھلجھلائی
کی نذر ہو گئے۔ چنانچہ ہمیں دوسری پوزیشن حاصل ہوئی۔ لیکن آج
ہم بفضل تعالیٰ اس صداقت دور میں کہ جوچستان کے نام نہاد
اجارہ داروں کو ان کے گھروں میں شکست دے سکے ہیں اگر

جوچستان کے سابق گورنر ”بابائے جوچستان“ میر غوث بخش بڑکا
اپنے ابا کی جگہ ”نالی“ سے ایکشن ڈرائیں تو ہم جھکے دے سکتے ہیں
کہ جوچستان کی اصل طاقت کون ہے؟ مگر انہیں تو یہ ہے کہ
بڑا جو صاحب گھر چھوڑ کر ”مکران“ کو سیران انتخاب چنے ہیں
”ماک شکت کے صدر سے محفوظ رہیں۔ لیکن اب حالات
مکران میں بھی ان کی سازگاری سے قاصر ہیں ہماری جیسی ہونٹی
”نینپ نے جو بے پشتوں دونوں حلقوں پر گھس کر دینی و
مذہبی اشاعت رتبہ کیے ہیں اور ہمیں یقین کال ہے کہ انشا اللہ
”آج“ ”اوڑکل“ ہمارا ہے۔ ہمارا ہوگا۔“

حافظ صاحب، میر پور احمد کے ساتھ آج اور کل
سے اپنی قوت کا مہرہ جاریہ پیش کر رہے تھے فیصلہات
کا حذر و بوجھن تھا کہ کسی ایک سوال نے سوجھ کو کانرا بننے
پر مجبور کر دیا۔۔۔۔۔ حافظ صاحب: ۱۹۶۰ء کے بعد جمیعت
کے بڑھتے ہوئے اثرات کی وجہ سے؟

”آپ جانتے ہیں کہ ۱۹۶۰ء میں نینپ سے ہمارا انخابی
حکومتی اتحاد ہوا ۱۹۶۳ء میں جب سرحد جوچستان میں
حکومتی طرف ہوئی تو نینپ پر پابندی لگا دی گئی۔ جوچستان
میں اتحاد بنا ہوا۔ لوگ چاروں طرف چڑھ گئے۔ جب ان کے پاس
راکش و غیرہ ختم ہوتا تو وہ چاروں کے دامن میں آباد حلقوں
میں گھس کر لوگوں سے جبراً کھانے پینے کی استیاء وصول
کرتے۔ حوام ان کی ان حرکات سے سخت ناگوار ہوتے۔ پھر
اسی پس منظر۔ دوسری طرف سے فوج آتی اور ان حلقوں
میں لوگوں کو اس الزام میں گرفتار کر لیتی کہ انہوں نے
باغیوں اور شریک کاروں کو پناہ دی ہے۔ حوام اس
جائے بنے دریاں کو بھی نینپ کے مجاہدین کے کہتے
ہیں ”اے۔ منتر اور کر۔ سرور“ ان عرب حوام نے شک
دہی پیدا کر کا چٹا حقہ پیلوٹس کے قصبہ گار ہوئے۔ جہاں
نے انکا روتا۔ سردار کی ”کال“ پر مجاہدین کے دستے چاروں
سے انٹرکریزوں کے کھیلانہ ذرائع کر دیتے۔ اس سوکھنے
لوگوں کو دل برداشتہ کر دیا۔ ان کی آپس عرش کے پار جاتیں
مغربی اثرات سے تم کی ات کو دھت ہوا دباتے اس مثبت تار

میں جمیعت نے اعتدال و امن سوکھ کی شمس فروزاں کیں۔ لوگوں
کے گھروں میں جہاں کران کے احوال موم کیے۔ ان کی دستگیری کی
اور تیز آج نینپ یا اس کے ”جہاد ایڈیشن“ (این ڈی پی) کے

مقابلہ میں جمیعت ایک ترن اذ قوت ہے۔۔۔۔۔
حافظ صاحب کی گفتگو نے جنوں کی تحریف میں صاف
ہو رہی تھی۔۔۔۔۔ لیکن میرے دل میں این ڈی پی کی اپنی اسے
اور جمیعت سے علیحدگی ایک سوا لائن بنی ہوئی تھی۔ چنانچہ
حافظ صاحب بھی ”دل کے“ ”روں“ میں جہانک کر گر گیا
ہوئے۔

”این ڈی پی کی اپنی اسے سے علیحدگی کوئی قریب چیز
امری نہیں۔ این ڈی پی کے انتہا پسند حلقے عرصے سے اس امر کی
کوششیں کر رہے تھے۔ انہوں نے این ڈی پی پر پھیلانے کا
اسے ”دراڑی مذہبی جمیعت“ سے بھی تبرک کیا۔ دوسری
کونینپ کے مقابلہ میں این ڈی پی اپنے دھندلے انداز میں
کتاب و سنت کی پیروی تھی۔ لیکن ایک منظم سازش کے تحت
مسکیر انتہا پسندوں نے این ڈی پی پر لیجیون مارا۔ لیجیون
سیکڑوں اہل حالات اور سربراہین ڈی پی کے عین حوالہ
خان انتہا پسند عناصر کے ساتھ تھے۔ چنانچہ انہوں نے
جہالت ہونے ہی اس امر کی کوششیں کیں کہ جمیعت کے
سے علیحدگی اختیار کر لیا جائے۔ اتفاق سے پارٹی کونسل میں بھی
ایسے لوگوں کی توفیر ذات ابھر کر سامنے آئی۔ بلڈ پارٹی کو
اندرونی خلفت سے بچانے کے لیے پی این اے سے علیحدگی کا
فیصلہ کیا گیا۔

حافظ صاحب نے گھنگو جاری رکھتے ہوئے پیش گوئی
کے سے آغاز میں کہا:

”این ڈی پی کا جمیعت سے الگ ہونا اسے ملک بحر
میں سیاسی حادثہ سے دوچار کر دے گا۔ جمیعت ایک ملک گیر
جہالت تھی اور بے حاشی این ڈی پی کے اتحاد کے بعد جمیعت نے
جہاد کی لگیوں میں این ڈی پی اور نینپ کی قیادت کے ساتھ
جہاد کیا۔ چنانچہ جمیعت کی لوگوں کے ذہنوں میں موجود غلط فہمیوں کا
اڑا کر کیا اور یوں این ڈی پی کو ایک سیاسی دیباہ عطا کی۔ لیکن
اب کے بعد ان دنوں یہ مسل شدہ تمام ذرائع سے صرف عوام
ہو جائے گا بلکہ ملک بحر میں جمیعت کے زیر اثر حلقوں میں بار بھی
نہا سکے گی۔

حافظ صاحب: کچھ دیر پہلے آپ نے جوچستان کے
اجارہ داروں کا نام لیا تھا تو یہ سب ذہن میں جوچستان
کے مسلک کی انگشت ہیں گو کبھی کیا آپ ”جوچستان“ کے

مسئلہ کا صحیح رخ بتانا پسند فرمائیں گے؟ حافظہ صاحب نے
سوچوں کے دائرے کیچنے ہوئے کہ کہنا چاہا مگر رک
سے گئے۔
"میں اس مسئلہ پر گفتگو نہیں کروں گا۔ کیونکہ اس کی تان
مجھ پر اس مسئلہ کے تخلیق کاروں کی ذات پر جا کر ٹوٹے گی اور
میں نہیں چاہتا کہ کسی کی ذات کو موضوع بحث بنائوں۔"
"گو یا یہ مسئلہ اتنا ہی اہم ہے کہ کس کی ذات کا
عنوان کیا جاسکتا ہے؟....."

"نہیں ایسی بات مجھ نہیں، آپ جانتے ہیں تو میں تفصیل سے
"نہیں کہہ دیتا ہوں۔" دراصل بوجپان ہر ذہن کے دائرہ میں
یہ ایک مخصوص دور دیکھتا ہے۔ حتیٰ کہ بوجپان کے مسئلہ پر
بوج پلٹروں کا بھی ایسا نہیں۔ لہذا میں "ان بزرگوں" سے
ہوں گا کہ بوجپان کے مسئلہ کے حل سے پہلے ذرا اس کا
تعمین تو کر لیں! لیکن ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ کیونکہ بوجپان کے
مردوں کے نزدیک بوجپان کا مسئلہ دراصل بوجپان
کا مسئلہ نہیں! اور میں یہ حسرت قائم کرتا ہوں کہ بوجپان
کا مسئلہ بوجپان کا مسئلہ نہ ہوتا! لیکن یہاں کے ستم اسیا دونوں
نے اپنی دلچسپیوں کو بوجپان کے مسئلہ کا عنوان بنا دیا۔ آپ اگر
پس منظر میں جھانکیں تو صورت حال واضح ہوجاتی ہے۔... ایک
مقبول ہے ایک انگریز موسالی پہلے سوچتا ہے۔ مسلمان میں
وقت پر سوچتا ہے اور سکھ کام کرنے کے بعد سوچتا ہے۔ جب
برصغیر میں تاج برطانہ کا راج تھا۔ انگریز نے موسالی پہلے
اور آگے دیکھتے ہوئے بوجپان کو اپنی دلچسپ رنگ شیم کیا۔ اس
نے محسوس کیا کہ بوجپان اسلامی ہلاک کی اہم بنیاد بن سکتا ہے
کیونکہ بوجپان کے علاقے یعنی، گوا اور، جیوٹی اور ٹاروہ سے
لے کر پنجاب کی ریاستوں و بھٹی، عمان، مسقط وغیرہ تک ایک
اسلامی پٹی بنتی ہے جس کا سفر سعودی عرب تک جانیچہا ہے
ایران اور افغانستان بھی اس پٹی میں شامل ہے۔ مگر ان اس
پٹی کا دروازہ مناجہ کیونکہ یہ صرف بوجپان کا ہی ساحل ہے
جو جہاز رانی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ باقی پٹی میں کوئی ایسا علاقہ
نہیں۔ جہاں انگریز نے متوقع اتحاد کی یقینی بنسیا دکھانا ہے
کے لیے مگر بوجپان کو پہاڑوں کی تانہ تاکہ یہاں کے ساحلی، یہاں
کے لوگوں کو عالمی اسلامی سوچ سے محروم رکھیں۔ اس غرض
کے لیے انہوں نے جاگیر دائری اور سرداری نظام کا اجرا کر کے

بزاروں لوگوں کی قسمت کا مالک ایک ایک فرد کو بنا دیا جو
جیسے چاہتا انسانوں کے ریوڑ بناتا تھا۔ اب انگریز کو عام
لوگوں تک پہنچنے کا ضرورت نہ تھی وہ ایک فرد جو سردار یا
جاگیر دار ہوتا، اس سے اپنا رابطہ استوار رکھتے اور مذاق قوتی کام
نکالتے تھے۔ سرداروں کے تسلط کو دوام بخشے کے لیے ششدر
کھاوا کر لیا گیا یعنی عام کسانوں اور کاشتکاروں سے ایک سردار
کہتا کہ آپ کا زیر کاشت رقبہ ایک دوسری میری جاگیر ہوتی
تھی لہذا آپ بل چلائیں، فصل کاشت کریں، برداشت لائیں
اور ہم آپ کو کچھ دیئے بغیر آپ کی برداشت کے کچھ ہاتھ کے
مالک ہیں۔ اب بوجپان کے مسئلہ کا آغاز اس وقت ہوا جب
انگریز کے بعد قیام پاکستان کے بعد بھی انگریز کی روش
کو جاری رکھا گیا۔ لوگ قریبی کے مسلم کو غیر مسلم سمجھ کر نظر انداز
کر دیتے تھے لیکن جب انہوں نے بھی انگریز کی جانشین اختیار کر
اور ہزاروں انسانوں کے مفاد میں ایک عالم با بر جاگیر دار
کو اہمیت دینا شروع کر دی۔ تو بوجپان ایک مسئلہ بنا شروع
ہو گیا لیکن عوام کرام نے دن رات ایک کر کے، اسلام کی روشنی
تعمینات کے سہارے سلام کو فوض شدہ کاندس دلیاب اس سال
کی مسلسل کوششوں کے بعد جم دیا تھرا ہی سے یہ کہہ کر تے ہیں
کہ خود عوام نے بڑھ کر سرداروں کی مٹری بیٹ دی ہے اب ان
سرداروں کو کوئی جڑ باقی نہیں رہی۔ اس حقیقت کے باوجود
اگر جڑ مٹا کر بوجپان کے جوہر مسئلہ کی رعایت سے یہاں
کے سرداروں کو کٹا کر اعلان سے بات چیت کرتے ہیں
تو میں اتنا ہی کہہ سکتا ہوں کہ وہ انگریز کی ریت روایت
بن جا رہے ہیں؟

حافظہ صاحب متعلقین کی دنیا میں بہت آگے نکل گئے
تھے۔ روزہ دار ہونے کے باوجود وہ بڑے تھکن اور تفصیل
سے شبہات کی دیکھوں کو تار عنکبوت کی طرح کاٹ
رہے تھے۔ میں نے انھیں سے پہلے ان سے آخری
سوال کیا۔

"حافظہ صاحب! آجکل میرے چار قومیتوں کا شور
ہے۔ اس بات میں آپ کچھ کہیں گے؟"

حافظہ صاحب نے قدرے سنجیدہ ہو کر کہا "میرے
خیال میں ہر گزے مردے اکیرنے والی بات ہے۔ اور نہ
حقیقت حال کو تو ان قومیتوں کے پرچارک بھی سمجھتے ہیں۔ مجھے

ان کے "ایک بڑے لیڈر سے حال ہی میں ملاقات کا اتفاق
ہوا۔ انہوں نے فرمایا:

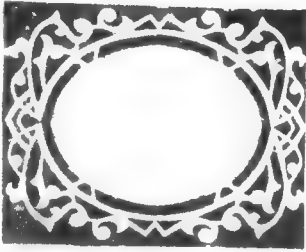
"قومیتیں ایک حقیقت ہیں۔ آپ بوجپان کے عوام کرام
کو لے لیں۔ یہ زبان۔ رنگ۔ تہذیب۔ تمدن۔ عادات۔ احوال
لباس۔ گفتگو غرضیکہ ہر لحاظ سے پنجاب یا دیگر صوبوں سے
مختلف ہیں اور کسی بھی موقع پر ان رعایات سے ان کا اختلاف
کم نہیں ہوتا" میں نے ان کی بات کا بڑے سکون سے جواب
دیا:

"جناب! آپ صحیح فرماتے ہوں گے۔ لیکن ہمارا تجربہ
مختلف ہے۔ ہم نے مارچ سنہ کی تحریک نظام معطلہ
آب دیکھا کہ ان تمام اختلافات کے باوجود، اسلام کے رشتہ
وعدت نے عوام ہی کو نہیں پوری قوم کو سیسہ پلائی ہوئی دیوار
بنا دیا۔"

"اصل میں بات یہ ہے مجھ کو چار قومیتوں کے پرچارک
سرزمین پاک میں غیر ملکی فلسفوں کا زہا پاتے ہیں۔ کبھی کبھار
چار قومیتوں کے ساتھ عظیم تر بوجپان کی بازگشت بھی سنائی
دیتی ہے۔ جس کا مددگار بھواریان، عراق، مکران، لڑی جان
کے علاقوں تک پھیلا ہوا ہے۔ لیکن یہ سب عالمی مفادات
کے تکلفات ہیں۔ کوئی نہیں جانتا کہ لڑی نوٹس میں اور دلچاسی
ہوئی نگاہیں پسپا، گوا اور اور مکران کا گرم ساحل لینا چاہتی
ہیں۔ ان کے پاس اس ساحل کے علاوہ اپنی کوئی بندرگاہ بھی
نہیں۔ روس میں بھی بکر خدیج کے درجے کے جہاز رانی مشکل ہے۔
بلکہ ہمارا ساحل سارا سال جہاز رانی کے قابل ہے۔ چنانچہ اپنے
درپردہ مقاصد کے حصول کے لیے پاکستان کی قوی وحدت
میں رخنہ ڈالنے والے "آئینوں" کا شورا ٹھاتے رہتے ہیں؟

اس سے پہلے کہ میں حافظہ صاحب کا شکریہ ادا
کر کے اجازت چاہتا ہوں نے مجوزہ جوابی کا بیسنہ کے
وزیر اطلاعات و نشریات سے پوچھا ضرور کہ کیا کہ وہ اطلاعات
کے شعبہ میں کسی نوع کی اصلاحات پیش نظر رکھتے ہیں؟ حافظہ
صاحب نے جیسے کہا: "اگر یہ عادیہ درپیش ہوا تو میں آپ کو
"بلا کر" اصلاحات کا نقشہ مرتب کروں گا۔" بلا کر نقشہ مرتب
کرنے کا عزم بول رہا تھا کہ مقتدر "خواہ کوئی بھی ہو۔ اندازہ کہ
روک خود چل کر اسے کسی کے پاس جانے نہیں دیتی۔"

جمہوریت پر ایمان رکھنے والی سیاسی جماعت کا مارشل لا کے ساتھ کوئی تعلق نہیں تھا



ہم انتخابات منعقد کرانے کیلئے راستہ ہموار کرنا چاہتے ہیں۔
اسلام کا اقتصادی نظام آئے گا تو عوام کی حالت سدھر جائیگی
یہ پہلی کابینہ ہے جس میں بیوروکریسی کا کوئی نمائندہ نہیں ہے۔

کے لیے اسے ہموار کرنا چاہئے ہیں، اگرچہ کسی بھی جمہوری جماعت
کے لیے مارشل لا کے تحت حکومت میں شامل ہونے کا جواز
نہیں ہوتا لیکن ہنگامی حالات میں ایسا ممکن ہے جمہوریت
پسند ہونے کا دعویٰ کرنے والی جماعت کا مارشل لا دے
کر لی تعلق نہیں تھا۔ ایسا کام مشرعی طور پر کر سکتا ہے جو سولین
دہوتے ہوئے چیف مارشل لا ڈپٹی مشرعی طور پر بھی ہوا اور جمہوریت
کا جیسٹس ہونے کا دعویٰ کرے۔ دونوں باتیں جھوٹی کر سکتا
ہے۔ پاکستان تو ایسا جمہوریت کی بجائی کے لیے کام کر رہا
ہے ہم مارشل لا کے تحت حکومت میں شامل ہونے کے
لیے تیار نہیں لیکن بعض اوقات ہنگامی ضرورتوں کے تحت
حالات مختلف بھی ہو سکتے ہیں۔ اس وقت کو برصغیر کی
تعمیم ہو گئی تو اس سے قبل مختلف معاملات طے کرنے کے
لیے جمہوری حکومت تشکیل دی گئی۔ فیئر منتخب حکومت اگر
کی سربراہی میں بنائی گئی تھی اس حکومت میں جو اہل لالہ پڑو
اور بیات علی خان شامل ہوئے تھے، تعیم ہندوستان پر مارشل
لا تھا اگر جمہوری حکومت تشکیل دی جاتی تو ہم تعیم کے
مراحل احسن طریقے سے طے کر سکتے اب ملک میں مسئلہ
ہے کہ جمہوری اقدار کی بجائی کے لیے انتخابات کے
القعدا دی راہ ہموار کر رہے ہیں۔ ۱۹۷۶ء میں جمہوریت کے

پاکستان قومی اتحاد کے صدر مولانا مفتی محمود ایک عالم دین، مبلغ اسلام، دین و سیاسی رہنما کے طور پر قیافت
کے محتاج نہیں۔ حال ہی میں جنرل محمد ضیاء الحق کے
ساتھ ان کے کامیاب مذاکرات کے نتیجے میں نئی وفاقی کابینہ کی تشکیل ہوئی ہے۔ مفتی صاحب نے خود
نئی کابینہ میں کوئی جہد قبول کرنے کی بجائے اتحاد کی صداقت پر ہی اکتفا کیا ہے۔ موجودہ حالات کے
سیاق و سباق میں ہمارے نمائندہ نے ان سے جو انٹرویو کیا ہے وہ درج ذیل ہے۔

آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ قومی اتحاد بے حد زیادہ مؤثر جماعت
کی حیثیت سے سامنے آئے گا۔
سوال: اکثر کہا جاتا ہے کہ پاکستان ایک سنگین بحران
سے دوچار ہے اور اسے مارشل لا کے تحت سیاست
دانوں پر مشتمل حکومت ہی دور کر سکتی ہے۔ کیا آپ اس بحران
کا نظریہ کر سکتے ہیں؟

جواب: پاکستان میں فوجی حکومت کا موجودگی ایک بحران
کی وجہ سے ہے۔ مگر بحران دو ہوتا تو مارشل لا دیکھ لیتا؟
بات یہ ہے کہ ہم نے بہت جلد جمہوریت کی طرف لوٹنا ہے
اور جمہوریت کی طرف لوٹنے کے لیے ضروری ہے کہ موجودہ
حکومت سے مذاکرات کی جائے۔ ہم انتخابات کے بعد

سوال: مفتی صاحب کیا آپ میرے اس خیال سے
اتفاق کریں گے کہ اب پی ایف اے کا عملہ وجود نہیں رہا۔
کیونکہ تین چار جماعتیں چلے ہی اتحاد سے قطع تعلق کر چکی ہیں
اور اب تو صرف یہ تین جماعتیں کا اتحاد ہے۔؟
جواب: مجھے آپ کے خیال سے بالکل اتفاق نہیں
ہے قومی اتحاد پارٹیوں کی تعداد کا نام نہیں بلکہ یہ قوم کا اتحاد
ہے ہمارے پاس اب بھی ایسی پارٹیوں کی درخواستیں موجود
ہیں جنہیں ہم اتحاد میں شامل کر لیں تو نوے بھی زیادہ پارٹیوں
کا اتحاد بن سکتا ہے۔ میں دعویٰ ہے کہ ہندو پارٹی کو قوم اب
بھی قومی اتحاد کے ساتھ ہے اور قومی اتحاد اب بھی سب
زیادہ مؤثر جماعت ہے۔ آج انتخابات کرنا کر دیکھ لیں۔

جواب :- بالکل درست ہے ہر گھوڑا ایسا ہی

رہی ہے۔ وہ سوچیں جوتے ہوئے بھی چیف مارشل لاڈیٹر ٹریڈ بھی تھا۔ ہم مارشل لاڈ کے تحت حکومت میں فوجی تو نہیں بن جاتیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ مارشل لاڈ جو ہے اور سوچیں بھی حکومت چلا رہے ہیں اور یہ سب کچھ عوامی دود کے لیے کیا جا رہا ہے۔ تاکہ ملک میں عام انتخابات کی راہ ہموار ہو۔

سوال: ملک بیکہ گین مسائل سے دوچار ہے لیے وقت میں سیاسی جماعتوں کے سربراہوں کا حکومت میں شمولیت سے گریز کیا یہ ظاہر نہیں کرتا کہ آپ لوگ ہی ٹیم کو ترقی دے کر بکرا بناد رہے ہیں تاکہ اگلے انتخابات پر سادگ سرخوردہ ہوں؟

جواب: یہ تو ہماری ہر سعی ہے کہ ہم جسے چاہیں حکومت میں بھیجیں میں خود ایسی حکومت میں ضرور شرکت کروں گا جو آئین کے تحت انتخابات جیت کر آئے۔ اور عوام کی صحیح معنوں میں منتخب حکومت کو میرے مزاج کے خلاف ہے جس میں ہر منتخب حکومت میں شریک ہوں۔ میرے جو سامنے جانا چاہتے ہیں مائیں جو نہیں جانا چاہتے نہ جاتیں میں کسی کو مجبور نہیں کرتا، اگر ایک سامنے آتا ہے کہ میں بھی نہیں جاتا تو مجھے خوش ہوگی ہر حال ان باتوں سے قطع نظر میرا ذاتی خیال ہے کہ ایک جماعتی فیصلہ ہے جس کا احترام کرنا ہوتا ہے۔ میں جمہوری اصولوں کے تحت اپنی جماعت کے فیصلے کا احترام کرتا ہوں جماعتی فیصلہ مقدم ہے میں اپنی ذات کے لیے کہ اذکم اتنا حق ضرور رکھتا ہوں کہ اپنے مزاج کے مطابق حکومت میں شامل نہ ہوں۔

سوال: آپ نے قومی اتحاد کے وزراء کی باگ ڈور چلنے دے دی ہے کہ جسے کہ جب چاہے اس حکومت سے واپس لائیں تو کیا ایسا کہ صورت میں ملک کو آپ ایک نئے اور سنگین سیاسی بحران سے دوچار نہیں کریں گے۔

جواب: اگر ایسے حالات پیدا ہو جائیں تو ہم دیکھیں گے جو ملک و قوم کے مفاد میں ہوگا۔

سوال: کیا یہ بات آپ کے نوٹس میں ہے کہ جمہور حکومت کے خلاف تحریک میں حصہ لینے والے کارکنوں کے خلاف جو مقدمات قائم کئے گئے تھے وہ اب بھی چل رہے ہیں۔

جواب: ہمیں اس بات کا علم ہے۔ ہم انکار اور عدلیہ مقدمات واپس لے رہے ہیں۔

سوال: ایسے بورڈر ٹیس جو جمہور کے مفاد میں مساوی تھے اب بھی کلیدی آسائیں پر نافذ ہیں۔

جواب: ہم کہتے ہیں جہاں سیاسی لوگوں کا مناسب کیا جا رہا ہے وہاں۔ ہم نے مناسب ہی کیا جائے۔ پاکستان کی سیاست دانوں سے زیادہ جو دور کر رہی غفلت انہیں پتہ چاہیے۔

سوال: اسپین پارٹی سے تعلق رکھنے والے سیاسی لیڈروں کو لائین اس میں سیاسی پناہ کیوں دی جا رہی ہے۔ اس سے قومی اتحاد کے کارکنوں میں ایسی پہل رہی ہے۔

جواب: جو لوگ جمہور کے مفاد میں مساوی رہے ہیں ہم انہیں اتحاد میں شامل نہیں کریں گے کیونکہ ہوں ان لوگوں کے لیے دہائی کی ہری ہیں۔ انہیں راوی کے سپرد کر دو۔ اسپین پارٹی میں تیسرے درجے کے لوگ جو مفاد میں شریک نہیں تھے انہیں قبول کیا جائے گا۔ کیا وہ ہے کہ ہر سیاسی بحران کے نتیجے میں ملک میں مارشل لاڈ لگ جاتا ہے کیا مارشل لاڈ کے نفاذ میں سیاست دانوں پر ذمہ داری ڈالی جا سکتی ہے؟

جواب: داخل پاکستان میں مسلسل انتخابات کرانے کا انتظام نہیں ہوا۔ قوم کا اختیار ہونا چاہیے کہ وہ بلیٹ کے اندر لیے ہر پاسار

بھاری پسند کی پارٹی کو اقتدار میں لائے۔ عمارت عوام سے بیٹھ پیر کے ذریعے اپنی با اختیار وزیر اعظم کو تبدیل کر دیا۔ جہاں بیٹھ کا تقدس مجروح ہوتا ہے وہاں باغیہ مارشل لاڈ آتا ہے اگر یہاں پر بھی ہر پانچ سال آزادانہ انتخابات ہوں تو سیاسی بحران پیدا نہیں ہوگا اور مارشل لاڈ لگنے کا حوالہ نہیں ہوگا۔

سوال: آپ کے خیال میں اس وقت ملک کا اہم مسئلہ کیا ہے؟

جواب: اسلامی نظام کا نفاذ ہی سب سے اہم مسئلہ ہے۔ ہم اسلامی نظام کے لیے ہر برس سے تیس برس رہے ہیں۔ ہم نے قوم سے اسلامی نظام قائم کرنے کا وعدہ کر رکھا ہے ہم نے اسلامی معاشرہ قائم کرنا ہے۔ اسلامی تہذیب سے نیا اسلامی اخلاق پر زور دینا پڑے گا۔ لوگوں کا اسلامی تہذیب سے ڈرانے کی بجائے اسلامی اخلاق پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

اگر شمالی وزیر پردہ کسی کی آرزو ہو تو توجہ اسے زندگی ظالم میں ہوتا نہ تو ہو تو

عظیم برادرز

ہمارے ہاں ہر قسم کی

سوشلسٹ۔ صابن۔ واشنگ پاؤڈر۔ اعلیٰ چاول۔ بہترین الیس۔ گھی و دیگر

سامانے کریا نہ ہر قسم

تھوک و پرچون حسرت کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں۔

پروپرائٹر، عظیم برادرز، میزان مارکیٹ، کوئٹہ

آپ جب بھی کوئٹہ تشریف لائیں تو رہائش کے لئے پریشان نہ ہوں۔

اپنے پرسکون ماحول۔ صاف ستھرے کمرے، اچھے ہاتھ روم، بہترین موزیک میں اپنا مفرد مقام رکھتا ہے۔ ملاوہ ازیں ہوتا مشترک، سہولتیں مارڈوفا

ہر واقعہ ہے تمام کاروباری ادارے اور مارکیٹیں باہر مل ساتھ واقع ہیں۔ آج ہی خدمت کا موقع دیں۔

پروپرائٹر: حاجی نصیر الدین، ہوٹل الحبیب، بالا منزل، ندان مارکیٹ، مسجد روڈ، کوئٹہ

صاحبزادہ حضرت عبدالہادی دینیوی رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت

حضرت مولانا عبدالہادی صاحب سجادہ نشین درگاہ عالیہ دین پور شریف بقتلے الٰہی ۱۹ رمضان المبارک کی شام کو وقت ۱۲ بجے پچاس منٹ پر داعی اجل کلبیک کہتے ہوئے اپنی جان جان آفرین کے حوالہ کر دی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون حضرت صاحب موصوف کافی مہرہ سے صاحب فراش تھے لیکن ذکر الہی میں مشغولیت میں ان کی مثال نہیں ملتی۔ گزشتہ چند دنوں سے بہت زیادہ تکلف ہوئی تو رحیم یار خاں میں حضرت صاحب مرحوم کے معالج ڈاکٹر اختر صاحب کے مکان پر علاج کی غرض سے تشریف لائے عقیدت مندوں کا ہجوم رہتا تھا۔ حضرت میاں سراج احمد حضرت میاں جلیل احمد صاحب، میاں انیس احمد صاحب جو کہ حضرت صاحب کے صاحب زادے ہیں اور حضرت میاں مسعود احمد میاں ریاض احمد صاحب کے علاوہ مولانا غلام ربانی صاحب مولانا قاری حامد رشتہ صاحب، مولانا رشید احمد لدھیانوی، مولانا غلام مصطفیٰ صاحب حضرت صاحب کی خدمت کرتے رہے لیکن زندگی نے وفات کی آخر داعی اجل کلبیک کہا اور حضرت صاحب نے جب روح نفیس منہری سے پرواز کیا تو آپ کی میت کو دین پور شریف میں لائی گئی۔ آپ کی وفات کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی جس شخص کو بھی حضرت کی وفات کا علم ہوا اس پر ایک عجیب کیفیت طاری ہوئی۔ قیامتی خابور شہر نیوگیا عقیدت مندوں، مریدوں کے علاوہ برکتیہ فکر کے لوگ جنازہ میں شرکت کرنے کے لیے قطاروں قطار آ رہے ہیں۔ سوز و گمیاں، موٹر کاریں، موٹر سائیکل، سائیکل، ٹرکوں اور لیبوں

کے ذریعہ لوگ دین پور شریف پہنچ رہے ہیں۔ حضرت امیر مرکز مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی غیر ذمہ آواز میں جنازہ کا اعلان فرما رہے تھے۔ لوگ آخری دیدار کرنے کے لیے قطاروں میں کھڑے انتظار کر رہے ہیں۔ آخر پونے پانچ بجے حضرت صاحب مرحوم کی میت کو درگاہ میں لایا گیا اور پانچ بجے حضرت مرحوم کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ نماز جنازہ حضرت صاحب کے بڑے صاحبزادے اور جانشین حضرت میاں سراج احمد صاحب دین پور نے پڑھائی۔ ان کے جنازہ میں کم و بیش ایک لاکھ سے زیادہ افراد نے شرکت کی۔

جنازہ میں ممتاز شخصیتیں

حضرت امیر مرکز کے علاوہ مولانا عبداللہ صاحب جانشین شیخ التفسیر حضرت لاہوری، منظم اہلسنت والجماعت کے صدر اور جنرل سیکریٹری مولانا عبدالستار خاں صاحب، مولانا محمد ضیاء الحق جمیعتہ علماء اسلام کے جنرل سیکریٹری مولانا نور الحق قریشی، مجلس ختم نبوت کے مولانا عزیز الرحمن جالندھری اور مولانا خدابخش، مولانا غلام ربانی، مولانا رشید احمد لدھیانوی، مولانا حامد اللہ شفیق کے علاوہ ہزاروں علماء کرام نے شرکت کی۔ حضرت دین پور کی وفات پورے عالم کی وفات ہے۔ حضرت مولانا غلام ربانی امیر جمیعتہ ضلع رحیم یار خاں، مولانا غلام مصطفیٰ جنرل سیکریٹری ضلعی جمیعتہ، مولانا قاری حامد اللہ شفیق ناظم ضلعی جمیعتہ، مولانا شفیق الرحمان درخواستی، نائب امیر ضلعی جمیعتہ، مولانا رشید احمد

لدھیانوی جنرل سیکریٹری جمیعتہ رحیم یار خاں حاجی عبدالرحمان طابق امیر جمیعتہ رحیم یار خاں سے اپنے مشترکہ بیان میں حضرت دین پور مرحوم کی وفات پر گہرے رنج و اہم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ حضرت مرحوم کی وفات پورے عالم کی موت ہے۔ کیونکہ حضرت صاحب دین پور شریف میں ایک عظیم روحانی، دینی اور سیاسی رہنما تھے۔ جن سے آج عوام ہو گئے۔ اور دعائے خیر کی گئی اور لپٹا ہنگامہ کے لیے صبر جمیل کی دعا کی گئی۔

سر سبط پیر الہیہ کمیشن قائم کی جائیں گے

د مولانا زاہد راشدی

پاکستان قومی اتحاد پنجاب کے جنرل سیکریٹری مولانا زاہد راشدی نے گزشتہ روز کہا کہ ضلعی ملتان میں قومی اتحاد کے کارکنوں کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے ان پر زور دیا کہ وہ سول حکومت کو کامیاب بنانے کے لیے سرگرمی سے جدوجہد کریں۔ آپ نے بتایا کہ پورے صوبہ میں سر سبط پیر قومی اتحاد کی تنظیم نو کی جائے گی اور عوامی مسائل کے حل کے سلسلہ میں رابطہ کمیٹیاں قائم کی جائیں گی۔

آپ نے کہا کہ کارکنوں کے مسلسل فیڈ بک اور عوامی مسائل کے حل کی طرف تھوس اور علی ہمیشہ رفت کے بغیر سول حکومت کے قیام کا مقصد پورا نہیں ہو سکے گا۔

جمعیت علماء اسلام تحصیل خانیوال کا انتخاب

امیر حضرت مولانا عبدالغفور صاحب
دہاڑی موڑ کچا کھوہ۔

نائب امیر حضرت مولانا محمد رمضان
صاحب خانیوال۔

نائب امیر (۲) حضرت مولانا محمد شریف
صاحب ماہی تلمیذ۔

ناظم عمومی۔ محمد یوسف رحمانی میاں چوں
ناظم۔ راجہ محمد اسلم صاحب خانیوال

خزانی۔ حضرت مولانا محمد شاہ عالم صاحب
خانیوال۔

ناظم نشریات: حکیم محمد عالم صاحب جاوید
خانیوال۔

سالار۔ حاجی نذیر احمد صاحب۔

ارکان مجلس شوریٰ

مولانا امان اللہ صاحب کچا کھوہ، مولانا

بشیر احمد صاحب کچا کھوہ، حاجی اللہ رکھا صاحب

میاں چوں، حافظ عبدالحق صاحب میاں چوں،

مولانا محمد حسن صاحب خانیوال، صوفی مہدی خان

خانیوال، مولانا محمد یوسف صاحب جہانیاں،

مولانا عبداللطیف صاحب تلمیذ، پیر سید

مہتاب شاہ صاحب چک لیواں والا، حاجی

فرزند علی صاحب چک نمبر ۱۳ جہانیاں، ملک

عبدالحمید تلمیذ، حکیم رشید احمد صاحب پھل میانچوں۔

ضلع بہاولنگر

گذشتہ دنوں جمعیت علماء اسلام ضلع بہاولنگر

کی مجلس شوریٰ کا اجلاس دفتر جمعیت علماء اسلام

بخاری چوک چیتیاں میں زیر صدارت مولانا محمد شریف

صاحب نائب امیر مرکز پر منعقد ہوا۔

اجلاس میں ملکی اور علاقائی صورت حال پر

خود غور کیا گیا اور مندرجہ ذیل قراردادیں منظور

کی گئیں۔

۱) پیر شریعت خالقاہ عالیہ دین پور شریف کے

سجادہ نشین حضرت صاحبزادہ مولانا عبدالجواد
صاحب کی وفات حسرت آیات پر گہرے رنج
و غم کا اظہار کیا گیا اور ان کی وفات کو ملک و ملت
کے لیے عظیم ناقابل تلافی نقصان قرار دیا گیا۔ اللہ
تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں مقام اعلیٰ
عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے
عطا فرمائے۔

۲) مولانا محمد شریف صاحب دو نائب امیر
مرکز پر کے جواں سال بھتیجے پروفیسر محمد طاہر گے
موٹر ایکسیڈنٹ میں شہید ہونے پر گہرے رنج و
غم کا اظہار کیا گیا اور بلندی درجات کی دعا کی گئی۔

۳) مولانا محمد اشرف صاحب داروق آباد
دالوں کے جواں سال فرزند ارجمند قائد اعظم
میڈیکل کالج کے طالب علم اچانک دودن بخار
میں مبتلا ہونے سے وفات پا گئے۔ اللہ تعالیٰ
مرحوم کو مقام اعلیٰ عطا فرمائے اور پسماندگان کو
صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

۴) موجودہ شدید بارشوں اور سیلاب کی
تباہ کاریوں کی وجہ سے ضلع بہاولنگر کھانت زہ
علاقہ قرار دیا جائے۔

۵) ضلع بہاولنگر کے قاترین کی بجالی کے لیے
معقول بندوبست کیا جائے اور انہیں بلا سود
قرضے دیے جائیں۔ اور سبھی نالے اور نہریں
بنا کی جائیں تاکہ ضلع بہاولنگر تباہ کاریوں سے
محفوظ رہ سکے۔

آخر میں حضرت مفتی محمود صاحب کی
قیادت پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا گیا اور ان کی
صحت کے لیے دعا کی گئی۔

حاجی اللہ دتہ بٹ

کے لئے دعا گھنٹ

جمعیت علماء اسلام گھر ضلع گوجرانوالہ کے
امیر اور بٹ درسی فیکلٹی کے مالک حاجی اللہ دتہ بٹ
کا فی عرصہ سے صاحب فراموش ہیں۔ تارکین
سے درخواست ہے کہ ان کی صحت کا ملو
عاجلہ کے لیے دعا فرمائیں۔

(ادارہ)

مولانا زاہد الراشدی کو حدیث تبریک

جمعیت علماء اسلام کے مرکزی ناظم مولانا
زاہد الراشدی کو اللہ رب العزت نے
عید الفطر کے روز تھا منا سا فرزند مرحمت فرمایا
ہے جس کا تاریخی نام "ناصر الدین خاں عامر" تجویز
کیا گیا اس سے قبل راشدی صاحب کے
چھوٹے بھائی قاری محمد اشرف خان ماحبہ کو
اللہ تعالیٰ نے جمعۃ الوداع کے روز فرزند
عطا فرمایا ہے جس کا نام "عبدا لکرم خان اکرم"
رکھا گیا ہے۔ ادارہ ترجمان اسلام اس دوسری
خوشی پر مولانا زاہد الراشدی اور ان کے والد
محترم شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز
خان صدر مظاہر کی خدمت میں حدیث تبریک
پیش کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ
دونوں بچوں کو نیکی، صحت اور علم و عمل کے
ساتھ طویل عمر عطا فرمائیں۔

قرارداد معزیت

گورنمنٹ انٹر کالج حاصل پور کے
لیکچرار جناب طارق نذیر صاحب اور ان کے
رفقاء نے جناب محمد طاہر لیچرار گورنمنٹ رضویہ
ڈگری کالج کی الم ناک شہادت پر گہرے
دکھ کا اظہار کیا ہے۔

انہوں نے کہا کہ طاہر صاحب کا وجود
بہاولنگر کے علاقہ کے لیے ایک
نعمت سے کم نہ تھا۔ مرحوم تبلیغی سرگرمیوں
میں اور دینی حیرت میں ایک ممتاز مقام
رکھتے تھے۔

آخر میں انہوں نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ
ان کو بلند درجات عطا فرمائے اور پسماندگان
کو صبر جمیل عطا فرمائے۔



جمعیتہ علماء اسلام خانیوال کی مجلس شوریٰ کا ایک مہنگامی اجلاس

گزشتہ دنوں جمعیتہ علماء اسلام خانیوال کی مجلس شوریٰ کا ایک مہنگامی اجلاس زیرِ صدارت مولانا محمد رمضان آرمہ صاحب منعقد ہوا۔ اجلاس میں چند ہری محمد اصغر مرد و اجزل سیکرٹری نے مندرجہ ذیل قراردادیں کی جسے تمام اراکین مجلس نے مکمل اتفاق رائے اور پر زور حمایت سے منظور کیا۔

۱۔ جمعیتہ علماء اسلام خانیوال امام سیاست و قائد جمعیت مولانا مفتی محمود صاحب صدر پاکستان قومی اتحاد کی قیادت سیاسی تہذیب اور فیصلوں پر مکمل اعتماد کا اظہار کرتے ہیں اور ملکی و قومی مفاد کی خاطر قومی اتحاد کی حکومت میں شمولیت اور اعانت کے فیصلے کو بے حد سراہتا ہے۔

۲۔ پاکستان قومی اتحاد کی جانب سے حکومت میں شامل تمام وفاقی وزراء کی قیادت و صلاحیت پر بھروسہ اور اعتماد کا اظہار کرتے ہیں۔

۳۔ خانیوال کے مقامی سول اور میونسپل حکام سے گزارش ہے کہ وہ صحیح معنوں میں عوام کی خدمت کریں۔ وہ اپنے دو بیٹیں تبدیلی کریں اور عوام کی جائز شکایات کا فوری ازالہ کریں۔

۴۔ واپڈا اور محکمہ خوراک کے حکام کو واضح طور پر آگاہ کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے فرائض دیانتداری سے سرانجام دیں۔ عوام کی شکایات کا فوری ازالہ کریں۔ محکمہ خوراک کے ڈپٹی سیکرٹری کی کڑی نگرانی کرے اور خانیوال میں آٹے کا راشن پورا دیا جائے۔ ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ خانیوال جو کہ درجہ اول کا میونسپل شہر ہے، اربن ایریے کے مطابق پورا راشن تقسیم کیا جائے۔

۵۔ خانیوال میں گندم کا بھارہ جو تقریباً ۵۲ روپے فی من تک پہنچ چکا ہے کو کنٹرول کیا جائے اور ذخیرہ اندوزوں کا غاصبہ کیا جائے۔

چھوٹے معصوم بچوں کو اغوا کر کے لے جانے کی سخت مذمت کرتا ہے۔ اور اس کے خلاف شدید بغض و غضب کا اظہار کرتا ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ اس دردناک واقعہ کی نوعیت ایسی ہے کہ اس کیس کو ملٹری کورٹ کے سپرد کیا جائے اور تمام مجرموں کو جیلوں نے اس ماہ مبارک رمضان شریف میں اس بد بخت اور درندگی کا مظاہرہ کیا ہے۔ گرفتار کر کے قتل و قتل سزا دی جائے۔ نیز فوجی لڑکیاں اور معصوم بچوں کو ابھی تک دستیاب نہیں ہو سکے جلد از جلد برآمد کیا جائے۔ خیال ہے کہ اس واقعہ میں چند ہادی آدمیوں کا اور وجہ الحسن زیدی کے بیٹے کرنل سید زیدی کی شرکت نے عوام میں بجا طور پر فطرب پیدا کیا ہے۔ جبکہ یہ اجتماع حکام بالا سے توقع رکھتا ہے کہ فوری کارروائی کر کے مجرموں کی دادرسی کر دی جائے۔

(نوٹ) احسن زیدی کے علاوہ باقی ملزم گرفتار کئے جا چکے ہیں اور عورتیں پراکند ہو چکی ہیں۔

اظہار تعزیت

جمعیت علماء اسلام و اصواتانہ کے امیر حافظ محمد نواز نائب امیر حافظ فیض الرحمن اور ناظم اعلیٰ حافظ نور محمد نے جمعیت علماء اسلام کے بانی حضرت مولانا عبدالباری کی دنا تہ پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے لواحقین کو صبر جلیل عطا فرمائے آمین۔

سیٹھ جعفر رکندار علاقہ ٹاہلی کے بھائی جناب زاہد حسین صاحب کا بازو ہمارے دل سے سوکھ گیا ہے۔ احباب اور قارئین ترجمان اسلام سے درخواست ہے کہ ان کے بازو کی صحت یابی کے لیے دعا کریں۔

قراردادیں ضلع جہلم

۱۔ آج مورخہ ۲۶ رمضان مطابق یکم ستمبر شہر جہلم و مضافات کی جامع مساجد میں جمعۃ الوداع کا یہ عظیم اجتماع گزشتہ ۲۱ رمضان مطابق ۲۷ اگست کو یومِ علیؑ کے سلسلہ میں اہل شیعہ کے علیوس نے مساجد اہل سنت جامع مسجد گنبد والی اور جامع مسجد خاتم النبیین کے سامنے افسران کی موجودگی میں نہایت اشتعال انگیزی کی اور زور زور سے ماتم کیا اور اختلافی نعرے لگائے جس سے نہ صرف مساجد کی بے حرمتی ہوئی بلکہ مذہب اہل سنت کی توہین اور حضرات خلفائے راشدین خصوصاً خلفائے ثلاثہ خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق، خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق، خلیفہ سوم حضرت عثمان غنیؓ و انورین کی تردید کی گئی۔ جس کے خلاف شدید احتجاج کرتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ فرقہ دارانہ فضا جو پہلے ہی سے تبدیل کلمہ اسلام اور بزرگ صحابہ اور ائمہ اہل حقین کے خلاف تحریرات

اور اذاتیابی حضرات خلفائے ثلاثہ کے بارہ میں تردیدی جملے سپیکر پر روزانہ کئے جاتے ہیں کی وجہ سے مکدر رہتی ہے۔ اس قسم کی صریح خلاف ورزی کا ارتکاب کرنے والوں کے خلاف کارروائی کی جاوے۔

۲۔ یہ اجتماعات مطالبہ کرتے ہیں کہ نئی حکومت جو نظام مصطفیٰ کی خاطر بنی ہے۔ پہلا کام یہ کرے کہ کلمہ اسلام جس پر تمام اسلام کی عمارت استوار ہوئی ہے اور اس کے بغیر آدمی جو من اور مسلم نہیں کہلا سکتا، کاتین اور تحفظ کرے۔ اور کلمہ اسلام لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں کمی بیشی کو قانوناً جرم قرار دے۔

۳۔ آج مورخہ ۲۵ اگست ۱۹۷۸ء مطابق ۱۹ رمضان المبارک ۱۳۹۸ھ شہر جہلم و مضافات کی جامع مساجد میں جمعہ کے روز کے اجتماع ایک غریب سنی مسلمان خوشی محمد کے گھر پر ریٹائرڈ ڈپٹی ایس پی وجہ الحسن زیدی کا اپنے بیٹوں اور دیگر چند ہادی افراد سمیت شب کو حملہ کر کے ان کو زور و کوب کرنا اور خوشی محمد کے بیٹے بھانجے اور جوان سال بیٹوں اور دو



بزم بخاری:

وہ ایک سنگم: تحریک آزادیِ بعبیر پاک و ہند کے نامور مجاہد امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے موسوم تنظیم "بزم بخاری" کے انتخابات گذشتہ روز بھان منعقد ہوئے اور غفٹہ طور پر ٹوبہ ایک سنگم کی بزرگ ذہنی اور روحانی شخصیت استاذ العباد حضرت مولانا قاری حبیب اللہ لدھیانوی کو سرپرست، بابو محمد شریعت احوار کو صدر اور شہر عبد المجید انور کو "بزم بخاری" کا سیکریٹری منتخب کر لیا گیا۔ دیگر ممبرانِ صاحب ذیل ہیں:-

نائب صدر : حافظ مہر محمد
سیکریٹری : خضر اقبال پاشا
خزانچی : قاضی نعیم احمد سرہندی

ارکان مجلس عاملہ میں مولانا محمد عمر لدھیانوی مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی۔ پیر محمد صدیق لدھیانوی صوفی ملک محمد صدیق مینت۔ حاجی گل محمد۔ حاجی عبدالکریم۔ چودھری محمد نصیب اور احمد یعقوب چودھری شامل ہیں۔

دیں: آئنا "بزم بخاری" کے زیرِ سرپرستی اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعے عبوری حکومت کے سربراہ جنرل محمد ضیاء الحق سے اپیل کی گئی کہ

احترام رمضان کا قانون

جاری کیا جائے:

لاڑکانہ: سرپرستِ جمعیت علماء اسلام ضلع لاڑکانہ مولانا علی محمد صاحب حقانی۔ رابطہ سیکریٹری جمعیت علماء اسلام ضلع لاڑکانہ مولانا اللہ بخش عباسی اور جنرل سیکریٹری جمعیت علماء اسلام لاڑکانہ ڈسٹریکٹ لاء امین منظر کی نشتری تقریر کا خیر مقدم کیا ہے جس میں رمضان المبارک کے موقع پر بناسپتی گئی کی قیمت میں کمی کی گئی ہے اور دیگر اشتباہاتِ مزدوری کی قیمتوں کو نہ بڑھانے اور بڑھانے کی صورت میں سخت کارروائی کرنے کا حکم جاری کیا ہے۔ اور مطالبہ کیا ہے کہ احترام

رمضان المبارک کا مشورہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا لہذا احترام رمضان کا قانون نافذ کیا جائے اور اس پر سختی سے عمل کرایا جائے۔

مشرکہ بیان میں کیا گیا ہے کہ لاڑکانہ میں بناسپتی گئی کی معنوی قلت ہے اور عوامیت پریشان ہے اور متعلقہ امیران کی پریشانی سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اس لئے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ ان باطنیت افراد کے خلاف جن میں عہدہ محض دار بھی ہے سخت کارروائی کر کے ان کو سخت سکھایا جائے جو اس ماہ مبارک میں بھی اپنے سائے گردار سے باز نہیں آتے۔

جدوجہد آزادی ہند میں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی شاندار خدمات کے پیش نظر ۲۱ اگست کو ہر سال ان کا چرم وفات سرکاری سطح پر منانے کے واسطے میں اقدامات کئے جاتے ہیں۔ قومی ذرائع ابلاغ ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے اس موقع پر خصوصی پروگرام پیش کئے جاتے ہیں جن میں بخاری مرحوم کے ذہنی اور قلبی کارناموں کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کیا جائے پاکستان نیشنل سینیٹر کے ارباب اختیار کو ہدایت کی جائے کہ وہ اس سلسلہ میں خصوصی جاس باتیں مذاکرہ کے انعقاد کا بندوبست کریں۔

آزادی صحافت کے نام پر پریلپرائیڈی کی

غندہ گردی کب ختم ہوگی؟

کراچی: ڈپ۔ ر جمعیت علماء اسلام لیاری کے۔ ہما امیر زادہ خان سواتی نے ایک بیان میں کہا کہ گذشتہ تین روزوں سے روزانہ شام کو ریجنل صدر پر سپر پریلپرائیڈی کے کارکن نام نہاد صحافیوں اور آزادی صحافت کے نام پر حسیع ہو رہے ہیں ان افراد کا صحافت جیسے مقدس پیشہ سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ اس کے باوجود کراچی پولیس کے اعلیٰ حکام نے ان غندوں کو مکمل چھوٹ دے رکھی ہے۔

اس وقت جبکہ سیاسی مظاہرین وغیرہ پر مکمل پابندی ہے اس قسم کی غیر قانونی حرکت عبوری حکومت کے لئے چیلنج ہیں۔ انتظامیہ کو پکڑنا

کہ اس سلسلہ میں سختی کرنے اور پریس کلب کو بھی غیر صحافتی افراد سے خالی کرانے۔

مینگل صاحب کی صحت یابی

کے لئے دعا

جمعیت علماء اسلام بلوچستان کے سیکریٹری جنرل جناب غلام رسول مینگل ایک سال سے بیمار ہیں۔ کافی علاج کے باوجود مینگل صاحب کی صحت ٹھیک نہیں ہوئی۔ آپ نے سلیمان اڑو صاحب کو قائم سیکریٹری جنرل مقرر کیا ہے۔

جمعیت علماء اسلام شروہ بلوچستان کے سرگرم کارکن سید عبدالعزیز شاہ بخاری نے جمعیت کے تمام رہنماؤں اور کارکنوں سے مینگل صاحب کی مکمل اور جلد صحت یابی کے لئے دعا کی اپیل کی ہے۔

امدادی سرگرمیاں:

جھنگ: جمعیت کے متاثرہ زانیہ داسوستان کے میاں ممدی حیات چیلہ نے مرضی پورہ۔ حسین آباد وغیرہ کے بارش زدہ عوام میں کھانا تقسیم کیا۔ جمعیت کی طرف سے دودھ سپرین کا قیام عمل میں آیا جس کے لئے جمعیت جھنگ کے سیکریٹری جنرل حکیم مولانا محمد یاسین اسپرکری حکیم مولانا محمد شفیع نے اپنی خدمات پیش کیں۔ سیکریٹری نشر و اشاعت چودھری محمد عقیل ضیا نے اپنے ایک مشرکہ بیان ضلعی۔ صوبائی اور مرکزی حکومت کی توجہ اس طرف دلائی کہ بارشوں اور سیلاب کے پانی سے متروک اور دیہاتوں کی آبادی اور فصلوں وغیرہ کو بچانے کے لئے مستقل طور پر منصوبے بنائے جائیں۔ پانی کے نکاس پر خصوصی توجہ دی جائے۔ بلیاں وغیرہ پھیلنے کی بجائیں تاکہ پانی کسی ایک علاقہ میں جمع ہو کر تباہی نہ کر سکے۔ ضلع جھنگ میں فصلوں املاک اور مکانات کے نقصان کا تخمینہ لگا کر معاوضہ اور

۱۔ حضرت دین پوری نے برصغیر کے مسلمانوں کے لیے جو گرفتار شدہ خدشات انجام دیں وہ تاریخ میں سنہری الفاظ سے لکھی جائیں گی۔ قوم ایک عظیم روحانی پیشوا اور عظیم محسن سے محروم ہو گئی۔ رحیدری بلوچ، ناظم نشریات بلوچستان

۲۔ حضرت دین پوری کی وفات سے

شب بیداری

رمضان المبارک کے آخری ایام میں جمعیت طلباء اسلام حاصل پور کے طلبہ نے جان مسجد میں شب بیداری کا پروگرام ترتیب دیا جس میں طلبہ کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ اس موقع پر ندیم اقبال نے روزہ کی اہمیت اور روزہ کے فائدے تفصیل سے روشنی ڈالی اور طلبہ کے سوالوں کے جوابات بھی دیے۔

شمولیت

جمعیت طلباء اسلام گوٹھ دین پور کے طالب علم رہنماؤں گل محمد بروہی اور حضور بخش بروہی نے اپنے اپنے ساتھیوں سمیت سپیلز پارٹی سے تعلق توڑ کر باقاعدہ طور پر جمعیت طلباء اسلام میں شمولیت کا اعلان کیا ہے۔ جمعیت طلباء اسلام کے مقامی صدر عبدالکیم پروانہ اور نائب صدر محمد یوسف اور جنرل سیکرٹری خیر محمد ہروانی نے نئے شامل ہونے والوں کا خیر مقدم کیا۔

افطار کی تقریبات

۱۔ جمعیت طلباء اسلام ضلع ساہیوال کے زیر اہتمام جمعۃ الوداع کے موقع پر ایک شاندار افطار پارٹی کا اہتمام کیا گیا جس میں ندیم اقبال، احوان، محسن جاوید راہی اور عبدالمعین چوہدری نے شرکت کی۔

۲۔ جمعیت طلباء اسلام ڈیرہ اسماعیل خاں نے ایک افطار پارٹی کا اہتمام کیا جس میں صاحبزادہ فضل الرحمن صدر تنظیمی میڈیٹر محمد نے خطاب کیا اور سعادت سازی کی مہم تیز کر کے دینے کی تاکید کی۔

۳۔ جمعیت طلباء اسلام ضلع لاہور نے ۲۳ اگست کو ایک افطار پارٹی کا اہتمام کیا جس میں طلبہ کی کثیر تعداد نے شرکت کی جس سے میاں محمد عارف، ندیم اقبال، احوان نے خطاب کیا۔

۴۔ جمعیت طلباء اسلام حلقہ رحمان پورہ (لاہور) میں کارکنوں کو افطار پارٹی دی جس سے خالد محمود ٹیپو، جمیل الرحمن اختر اور محمد ادریس نے خطاب کیا۔

۵۔ خانپور جمعیت طلباء اسلام کے مکانی مسجد دین پوری کالونی میں ایک افطار پارٹی کا پروگرام بنایا جس میں طلبہ اور شہر لوگ کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ مولانا مشتاق احمد نے خطاب کیا۔

۶۔ جمعیت طلباء اسلام سکھر ڈویژن کی درکنگ کمیٹی کے اعزاز میں جناب نذیر احمد نہپور نگران جمعیت طلباء اسلام سکھر ڈویژن نے ایک افطار پارٹی ترتیب دی جس میں مولانا غلام قادر اور سید سراج احمد شاہ امر وٹی نے شرکت کی۔

بلوچستان کی ضلعی

شاخیں متوجہ ہوں

- ۱۔ جن اضلاع میں انتخاب تو ہو چکا ہے اس کی رپٹ فوراً بھیجیں۔
 - ۲۔ جن اضلاع میں انتخاب نہیں ہوئے وہ ۱۵ ستمبر سے قبل انتخابات کروائیں۔
 - ۳۔ تمام اضلاع کی ماہوار کارکردگی رپورٹ جلد از جلد روانہ کریں۔ اور ماہانہ رپورٹ فارم صوبائی دفتر سے طلب کریں۔
- (غلام رسول مینگل ناظم عمومی جمعیت طلباء اسلام بلوچستان)

افتتاح دفتر

جمعیت طلباء اسلام لورائی میں دفتر کا قیام عمل میں لایا گیا۔ دفتر کا افتتاح مولانا غلام قادر نے کیا۔ افتتاح کے موقع پر ایک چلنے کی دعوت کا اہتمام کیا گیا جس میں مولانا غلام قادر مولانا عبدالکیم، مولانا عبید اللہ شیخ الحدیث مدرسہ دارالعلوم اسلامیہ، مولانا عبدالعزیز مولانا امیر جان اور مولانا محمد عیسیٰ نے بھی شرکت کی۔

انتخاب (حیدر آباد)

جمعیت طلباء اسلام حیدر آباد کا انتخابی اجلاس زیر صدارت جناب بشیر احمد قریشی صوبائی جنرل سیکرٹری صوبہ سندھ منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل ہدیہ دار

اہم ہنگامی اجلاس

جمعیت طلباء اسلام پاکستان کا مرکزی مجلس عاملہ اور تنظیمی کمیٹی پنجاب کا ۱۴، ۱۵، ۱۶ ستمبر کو لاہور میں ہونے والا اجلاس ملوثی کر دیا گیا ہے۔

۱۔ یہ اجلاس ۲۱، ۲۲ ستمبر کو دفتر جمعیت طلباء اسلام پاکستان ۴، فی شاہ عالم مارکیٹ لاہور میں صبح آٹھ بجے منعقد ہوگا۔

علاوہ انہیں جمعیت طلباء اسلام کی طرف سے دفاعی وزیر راجہ حاجی محمد زمان خان اچکزئی اور میر صبح صادق کھوسو کے اعزاز میں ایک عظیم الشان استقبال دیا جائے گا۔

موجودین حضرات پابندی وقت کو ملحوظ خاطر رکھیں۔

محمد رفیق قریشی ناظم عمومی جمعیت طلباء اسلام پاکستان منتخب ہوئے۔

صدر۔ مقصود احمد، نائب صدر۔ محمد سلیم شیخ جنرل سیکرٹری۔ عبدالاحد شفیق، جنرل سیکرٹری۔ محمد خالد سیکرٹری۔ نشر و اشاعت۔ محمد عثمان، حنا زن عبدالسلام قریشی۔

بند ازاں عبدالسلام قریشی کو سندھ یونیورسٹی کانفرنس مقرر کیا گیا۔

تنظیمی کمیٹیاں سندھ

- ۱۔ ضلع شکارپور
 - ۱۔ دین محمد قریشی (رستم، کنوینئر)
 - ۲۔ عبدالباری شیخ (معاون)
 - ۳۔ رضا محمد بیٹھار (معاون)
- ۲۔ ضلع جیکب آباد
 - ۱۔ عبدالحمید فوتاری کنوینئر۔ ۲۔ عبدالغنی انصاری (معاون)
 - ۳۔ عبداللہ کوسہ (معاون)
- ۳۔ ضلع لاہور
 - ۱۔ خان محمد چاچڑ (کنوینئر)
 - ۲۔ خالد محمود سومرو (معاون)
 - ۳۔ زبیر احمد سومرو (معاون)

دارالعلوم اسلامی

اس عنوان کے تحت ہم روزانہ کے مسائل پر مسائل شائع کرتے ہیں۔ ایڈیٹر کے نام خطوط ختم ہوتے ہیں۔ مختصر اور مفید کے ایک باب متحرک ہونے چاہئیں؟ اسے ملے شامل امانت نہیں ہوں گے جو کما کے ہاتھ لگنا اور اس پر مسئلہ انکار کا مکمل بند نہیں ہوگا۔ مسائل شائع ہونے پر بعض شیعہ ائمہ و مسلمان بہت تعجب کر رہے ہیں۔

جامع مسجد مکیہ کے صدر

دروازے سے کنڑا ہٹایا جائے!

سنہ ۱۴۱۸ھ میں بلدیہ میاں چنوں کے ایک ذمہ دار عہدیدار نے ذاتی عناد کی وجہ سے مسجد کی زمین خرید کر کنڑا نصب کر دیا اور جو بھی مٹک یا دیگر سامان میاں چنوں آئے اس کا یہاں پر مذکر کر لیا جاتا ہے۔ اس طرح مسجد کے دروازے پر بعض اوقات انکی بھڑ اور اتنا شور ہوتا ہے کہ کان پرشی آواز سنانا نہیں دیتی اور بعض اوقات تو ان کا ٹیڑوں میں گئے ہوئے ٹیپ ریکارڈوں کی آواز نازیوں کے لیے سولہ ان رورس بن جاتی ہے۔

اس کے بعد یہ سب پارتی نے بھی اسے سیاہی چھنڈنے کے طور پر استعمال کیا یہاں تک کہ حکام بالکے احکامات بھی مقامی بلدیہ عہدیداران کے غلط چھنڈوں کی نظر سے ہوتے رہے۔ ڈیو سی ملتان غفلت اللہ صاحب اور اسی خاتونال سلطان طارق اور فاروقی بارون کے اس کو پھلے کو پھلنے کے حکم کے باوجود چندا جنت تانائیش سیاستدانوں اور اہل کاروں کی ملی بھگت سے یہ مسئلہ کٹائی میں پڑا رہا۔

گزشتہ دنوں بلدیہ میاں چنوں نے کھیتی بلی کھمیا توپے کے مصداق آخری یہ مسجد کے حق میں کی عدالت میں یہ دعویٰ دائر کیا کہ مسجد کی کچھ زمین پر غلط قبضہ کیا گیا ہے اور جس جگہ پر قبضہ ہے وہ نجی بلدیہ کی ملکیت ہے لیکن میسریت نے فریقین کے دلائل سننے کے بعد ۲۶ جولائی ۱۹۸۷ء کو مولانا یوسف رحمانی کے حق میں فیصلہ دیا جس سے مسجد انتظامیہ کے موقف کی مسند تصدیق ہوئی۔

ہم نئی کا بیٹے کے متعلقہ مکرزی دیر سے مطالبہ کرتے ہیں کہ بلدیہ میاں چنوں کو فوری طور پر کنڑا ہٹانے کے احکامات صادر کیے جائیں ورنہ حالات خراب ہونے کا اندیشہ ہے اور اس کے ذمہ دار مقامی اہلکار ہوں گے۔ (محمد یوسف رحمانی خطیب جامعہ مسجد مکیہ، دہلی دارالکلیں)

چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کے نام

صاحب المفتاح، قائد اعظم پاکستان، آئین الامت، زعم الملت، اسلام، جزل ضیاء الحق، اطال اللہ عمرک السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، یہ صمیم قلب، اخلاص نیت و عزم بالجزم و نیابت موجزن احساسات کے ساتھ آپ کے حکمراں عاید و تعمیری خیالات کا مطالعہ کرتا رہا ہوں جو اس خط کے محرک ہیں۔ آپ شریعت اسلامیہ کے حدود و قیود و شروط کے تنقید میں مجاہد تگ و دو میدان عمل میں کیے ہیں۔ اس کے لیے میں جناب کی خدمت میں چند مفید و منفعت بخش مشورے صمیم قلب سے پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔

نہایت ہی مودبانہ عرض کرتا ہوں کہ اس خط کے ملنے ہی مجھے ملاقات سے شرف فرمایا: ”گر قبول اقتد تہے عز و شرف“ انشاء اللہ العزیز میں عربی زبان و قرآن حکیم کے فہم و تفہیم و منہجی امور میں ایسے بھی مشورے پیش کروں گا جس کا عملی قریر مجھے حاصل ہے۔

(۱) اگر آپ مجھ جیسے خادم سے عربی زبان کی خدمت لینا چاہتے ہیں تو انشاء اللہ پانچ برس کے اندر میں پوری قوم اور تو نہال چین کو اس کا گوید بنادوں گا۔ میرے پاس ۵۳ سال کا تجربہ نفسیاتی عمل، ماضی کی عظمت و رفعت، حاضر کی افراتفری، مستقبل کی درخشندہ منزل، دور رس نگاہ میں موجود ہے۔

۲۔ عربی زبان پر مکمل عبور آسانی سے کرا سکتا ہوں، بشرطیکہ حکومت مؤثر طریقے سے تعاون اور حوصلہ افزائی کرے اور مجھے وہ آئین فراہم کرے جو پوری قوم کے لیے سودمند ثابت ہوں۔

۳۔ قرآن کی انہام و تفہیم گروں میں اور سرحدوں پر بھی گونجتی رہے گی۔

۴۔ تمام مذہبی امور میں خدمت انجام دے سکتا ہوں اور جو معاشرتی برائیاں ہیں دین حق سے بھی دور کی جاسکتی ہیں۔ اور اس کا بہترین طریقہ عربی زبان اور قرآن حکیم کی تدلیس عام

۵۔ کشمیر پاکستان کماں کی حیثیت رکھتا ہے یہ قدرتی خطہ ہمارا ہے، ہمارا ہی رہے گا اور ہمارا ہی ہوگا۔ اس سلسلے میں میری اس میں ذریعہ دستی و لچپی ہے اس کے درست اسباب و وسائل عمل میں لانے کے لیے مجھے خاص مہارت حاصل ہے اور وہ دن دور نہ رہے اگر ان وسائل کو بروئے کار لایا جائے تو یہ حسین وزیر خیر خطہ ہمارا ہی ہوگا۔

۶۔ شریعت اسلامی میں مقنن عظیم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکومت و خلافت کا دوسرا نام ”امانت“ رکھا ہے جو اس کے کل پرزے یا کارکن ہوتے ہیں۔ وہ امین کہلاتا ہے یا ”امناء“ کہلاتے ہیں۔ رحمۃ اللعالمین کا فرمان ہے۔ ”انتم الامناء علی الارض“۔ تم اللہ کی زمین پر امانت دار، انصاف پسند، عامل، تقی پسند حکمران و ذمہ دار پاسبان ہو۔

اس طرز فکر کی کے علمبردار مقنن و دو جہاں کی زبان مبارک کے اعلان سے ”دیانت“ کہلاتی ہے۔ دیانت ہی وہ علمی و علمی قرآن حکیم و کتاب میں کا دستور العمل ہے جو براہ راست یہ ”دیانت“ کا علم قرآن حکیم و سنت سے اخذ کیا جاتا ہے۔ دلائل و دلیلی، گمن، جوش حبیبہ راسخ علمی اس کا لازماً جزو اعظم ہے۔ قرآن حکیم کی انہام و تفہیم ہی سے انسانی جوہر ہی جوہر قابل بن کر اجاگر ہوتا ہے۔ قرآن حکیم کی بھی صرف عربی زبان و مختلف علوم و فنون سے پیدا ہوتی ہے۔ تب کہیں دیانت کا نقض پیدا ہوتا ہے مقنن دو جہاں فرماتے ہیں۔ ”لایمان لمن لا امانہ لہ“ جس شخص میں حکمرانی امانت کے ساتھ صلاحیت نہیں ہے وہ مومن و مومن کامل نہیں ہے۔ حیرت ہے جو عربی زبان و قرآن حکیم و سنت سے بے خبر ہیں۔ دیانت جن کا اصلی مادہ دین کے لفظ سے بھی بیا گیا ہے۔ دین کے معنی یہ ہے طرز فکر زبانی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی کو آخری قانون و احکام دے کر ساری کائنات کی

طرف تنقید کرنے کے لیے بھیجا ہے۔ جو سراپا رحمت ہی رحمت، خوشحالی ہی خوشحالی بنی نوع انسان کے لیے مقرر ہے جس پر نوع انسان چل کر دنیاوی زندگی کو امن کا گہوارہ و آخرت کو ابدی ٹھکانہ بنا سکتے ہیں۔

ہمارا پاکستان کا یا مقصد مفہوم بھی یہی تقاضا کرتا ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

میں جناب کو یقین دلانا ہوں کہ پاکستان کے کونے کونے میں عربی زبان پھیلا دوں گا گھروں میں اس کا چرچا اور سرحدوں پر قرآن کا ابدی یا مقصد سایہ رحمت منڈلاتا رہے گا۔ ایک چپر اسی سے لے کر سربراہ مملکت تک اس کا چرچا ہونا لازمی ہے۔ فاما بنعمتہ ربک فحدث اٹھو پیغمبر! دنیا میں قرآن کی نعمت و برکت سے ولولہ پیدا کرو۔

کوئی شخص بھی حکمرانی نہیں کر سکتا ہے جبکہ قرآن حکیم و رسول کی حدیث کی اقبام و لغیم پیدا نہ کرے عربی زبان پر مکمل عبور نہ ہو۔ فقہ اسلامی میں گہری نظر رکھتا ہو۔ سیرت النبی و خلفائے راشدین کی خلافت کا نمونہ نہ ہو مندر اول علوم بھی قرآن حکیم کی توسط سے پیدا ہوتے ہیں۔ سائنس کے علوم و فنون اس کے مقام ہم کو چوم چوم کر نوع انسان کو بنسود کر رہے ہیں۔

گزشتہ تیس سال میں ایسا کوئی وزیر یا سربراہ مملکت نظر نہ آیا جو قرآن حکیم سمجھتا ہو۔ سمجھتا ہی کیا ناظرہ ہی پڑھتا ہو اور یہ بڑے دکھی حالت ہے عربی زبان کا ایک لفظ بھی بولتا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے حکمران سیاست دانوں نے حکومت کا مفہوم غلط سمجھ کر تجارت کی منڈی قرار دیا۔ دیانت و امانت کا مفہوم ان پر کبھی نہ ان کی ضمیر پر واضح ہوا ہی نہیں۔ یہی وہ کمی ہے جس سے ہم آج کل دوچار ہیں۔ کوئی وزارت میں نہ آئے جبکہ وہ قرآن حکیم، حدیث رسول، فقہ اسلامی، قانون اسلامی نہ سمجھتا ہو۔ آخر یہ لوگ اسبلی میں کیا کریں گے جو خدا اور رسول سے کوسوں دور ہوں اسے اسلامی قانون سے کیا واسطہ۔

میں آپ سے ایک بات کا متنب ہوں وہ یہ ہے کہ عربی زبان قرآن حکیم حدیث شریف

فقہ کی خدمت کے لیے اور امور مذہبی کی خدمت کے لیے موقع دیجئے۔ تاکہ پوری قوم مرد و زن کو اس سے آراستہ پیراستہ کر سکوں۔ آخر میری فرمن و عنایت علامہ اقبال مرحوم کے اس شعر پر مبنی ہے جو انہوں نے قرآن سے اخذ کیا ہوا مفہوم اپنے ایک میں ادا کر رہے ہیں۔

مگر تو می خواہی مسلمان زلیستن
نیت ممکن حسب قرآن زلیستن
(پروفیسر محمد اقبال خان ندوی)

رفاضل ندوہ و دیوبند ایم اے (عربی، فارسی اسلامیات)، ایل ایل بی۔

۶۔ انارکلی، الحیدریہ، لاہور

بلوچستان کے گریجویٹس

ہم آپ کی وساطت سے چند مسائل مائل ۱۲ حکام کے گوش گزرا نا چاہتے ہیں۔

بلوچستان ایسے کم آبادی والے صوبے میں ۲۲ سو سے زیادہ گریجویٹ اور پوسٹ گریجویٹ نوجوان ہر سال ۲۲ سال سے بے روزگار ہیں لیکن بیوروکریسی

بقیہ:۔ غالب کی بیوی کا کلام

میں ہوں اور افسردگی کی آرزو غالب کہ دل
دیکھ کر طرہ تپاک افسل دنیا جل گیا
بغل میں غیز کی آج آپ سوتے ہیں کس رنہ
سبب کیا خواب میں اگر تبسم ہائے نہاں کا
نواور سوتے غیر نظر ہائے تیز تیز
میں اور دکھ تری مرہ ہائے دراز کا
میں نے چاہا تھا کہ اندوہ و فاسے چھوٹوں
وہ سنگمر مرے مرنے پر بھی راضی نہ ہوا
کیوں اندھیری ہے شبلم ہے بلاؤں کا زلزل
آج ادھر کو ہی رہے گا دیدہ و اختر کھلا
واں کرم سے مذر بارش تھا غماں گریخام
گریہ سے پان پیر پاش کف سیلاب تھا
حیف اس چار گرہ کپڑے کی قیمت غالب
جس کی قسمت میں ہو عاشق کا گریباں ہونا
کا دکا و سخت جانینہ تہنائی نہ پوچھ
صبح کرنا شام کو لانا ہے جوئے شیر کا
کرتے کس موافق سے ہوجرت کی شکایت غالب
تم کو بے مہری یاران وطن یاد نہیں

اس طرف توجہ نہیں دے رہی۔ بلوچستان کے کالجز میں آرٹس و سائنس کے کئی ٹیکہ پڑھوں کی کمی آسامیوں خالی ہیں لیکن حکمہ تعلیم کے افسران بالا ان آسامیوں کو پڑ کرنے کے لیے بلوچستان پبلک سروس کمیشن والوں کو اعلان کرنے کے لیے دیتے ہیں اور نہ ہی خود ایڈیاک بنیاد پھرتی کرتے ہیں۔ دوسرے محکموں کا بھی یہ حال ہے۔ حکمہ تعلیم اور دوسرے محکموں میں بیوروکریسی کے کئی افسروں نے ۲۰۰۷ء کے اپنے قبضے میں رکھے ہیں جو کہ سرسری یادتی اور نا انصافی ہے۔

ہم حکومت بلوچستان اور جنرل محمد رضا الحق سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ہر محکمہ کی آسامیوں کا اعلان فوری طور پر کیا جائے۔ اور ایسے تمام عہدیداروں سے جن کے پاس دو دوسرے ہیں ایک مہرہ واپس لے لیا جائے اور ایسے تمام افسران کو جو کہ اپنے بڑھاپے کی وجہ سے کام کرنے کے قابل نہیں رہے ہیں ان کو

پنشن دے کر ریٹائر کیا جائے اور ان کی جگہ نوجوان نسل کو خدمت کا موقع دے دیا جائے۔
(بے روزگار گریجویٹس بلوچستان)

غالب و ظیفہ خوار ہو دوشہ کو دوما
وہ دن گئے کہ کتنے تھے نوکر بنیں میں تبا
ہم کہاں کے دانا تھے کس ہنر میں کیا تھے
بے سبب ہوا غالب دشمن آسمان اپنا
تھی خبر گرم کہ غالب کے اڑیں گے پر نے
دیکھنے ہم بھی گئے تھے یہ قاشا نہ ہوا
سب کو مقبول ہے دعویٰ تری یکتائی کا
روبرو کوئی بت آئینہ سیمیا نہ ہوا
کچھ تو پڑھئے کہ لوگ کتنے ہیں
آج غالب نازل سرا نہ ہوا
اپنے تھک دستی کا رونا انہوں نے کئی
اشعار میں روایا ہے:۔

پیسری و نیستی خدا کی پناہ
دست حنن و خاطر غلب
سوز دل کا کیا کرے باران اشک
آگ جھڑکی مؤخفا اگر دم ممبر کھلا
بگڑی ہے بہت بات بنائے نہیں بنتی
اب گھر کو بغیر آگ لگائے نہیں بنتی
بے دل ہائے تاشاک نہ عبرت ہے نہ ذوق
بکیسی ہائے تاشاک نہ دنیا ہے نہ دین